سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار

جو حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی تحریک و ارشاد پر

الحکم

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے۔

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمی دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ کو شایع ہوتا ہے

شرح قیمت جو پیشگی لیجائیگی
عوام سے ۴ روپیہ
خواص سے ۱۰ روپیہ
ہندوستان سے باہر سے
غیر مذاہب و غیر مستطیع احباب سے

حضرت اولوالعزم صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد

چیف ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

ایڈیٹرز
مبارک اسماعیل بی۔ اے۔
محمود ابن تراب

دار الاماں بینی	دوا بینی شفا بینی غرض	چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیاں بینی

نمبر ۸	مورخہ ۲۱۔ مارچ ۱۹۱۴ء مطابق ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ ہجری	جلد ۱۸

ایخدا بھیجدے

حضرت امیر المومنین سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ کے جانشین اور قوم کے مطاع امام کیلئے جو تڑپ قوم کے دلمیں تھی اسکا مختصر سا نقشہ اس عاسے ظاہر ہے جو حضرت ثاقب نے لکھکر مسجد نور میں اوڑیاں کی (ایڈیٹر)

اے خدا اب تو کسی مرد جری کو بھیجدے
جس کے دل میں درد ہو دین خدا اسلام کا
ناتوانی نے ہمیں گھیرا ہے مولا المدد
ہم کو عادت تھی کہ ہمکو قوت جاں ملتا رہے
اپنے گھر تونے بلایا ہے جو نور الدین کو
جس سے تھی آباد بستی آہ وہ ہم میں نہیں
جس کا سینہ ہو منور معرفت کے نور سے
علم پر پورا عمل ہو جو ہے کرکے دکھائے
درد کو جو دور کردے ہم میں وہ مبعوث ہو
جانیو الا تھا ہمارا دل سے سچا خیر خواہ
جو محبان مسیحا کی خطا پوشی کرے
دیکھے تو الہام اور اپنا کلام پُر صفا۔
مہرباں ہو کر تو ہم میں بھیجدے ہاں بھیجدے
تیرے در پر پیارے مولا ہے فقیروں کی صدا
دیگیا ہے لکھکے نور الدین عالیجاہ جو

ایسے نازک وقت میں اک متقی کو بھیجدے
ہو جو ہر دل میں عزیز ایسے ولی کو بھیجدے
ہم ضعیفوں کیلئے دل کے قوی کو بھیجدے
دینے والا جو گیا ہے بس اسی کو بھیجدے
تیرا گھر خالی ہے یاں بھی کسی کو بھیجدے
جو لبالب اس کو ہم میں سے کسی کو بھیجدے
نور دین کو بھیج یا نور نبی کو بھیجدے
مبتدی کو بھیجدے یا منتہی کو بھیجدے
گردے جو کا نور دل کی بیکلی کو بھیجدے
فرض سمجھے جو ہماری بہتری کو بھیجدے
در گذر سے کام لے جو۔ ہاں اسی کو بھیجدے
جلد تر تو صاحب وحی جلی کو بھیجدے
لوذعی کو بھیجدے یا المعی کو بھیجدے۔
صدقہ اپنے نام کا مرد سخی کو بھیجدے۔
ثاقب حیراں کہے دیکھے کسی کو بھیجدے۔

(ثاقب مرزا خانی مالیر کوٹلہ ۔ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۳۲ ہجری)

خدا نے فضل عمر بھیجدیا

اس دعا کی قبولیت میں اللہ تعالےٰ نے جس مصلح موعود کے ہاتھ پر قوم کو جمع کردیا وہ حضرت صاحبزادہ صاحب فضل عمر ہیں۔ اس موعود کے نزول کا ذکر حضرت گوہر لودھانوی نے ذیل میں کیا ہے۔ (ایڈیٹر)

دعائیں سن لیں ہماری خدائے قادر نے
جو نور دین ہوا اوجھل ہماری آنکھوں سے
بچالیا ہمیں گرنے سے چاہ ظلمت میں
سمجھ نہ سکتے تھے کیا ہوگا ایسی حالت میں
بشیر دین ہے محمود ہے وہ فضل عمر
رہی نہ باقی دلوں میں شکوک کی ظلمت۔
کوئی تو ہونا تھا آخر خلیفۂ ثانی
خبر لگی ہوئی کافور بیعت احمد سے
دعا یہ کرتا ہے گوہر تیرے لئے محمود

یہ کیسا فضل کیا اک جری کو بھیجدیا
تو ایک آن میں نور نبی کو بھیجدیا
کہ خود بخود ہی امام تقی کو بھیجدیا
خدا نے وقت پہ کیسے ذکی کو بھیجدیا
وہ بہترین تھا۔ خدا نے اُسی کو بھیجدیا
جب آسمان سے وحیٔ خفی کو بھیجدیا
یہ اعتراض کیا ہے؟ کسی کو بھیجدیا
جلا کے شمع ہدیٰ روشنی کو بھیجدیا
جہاں میں پھولو پھلو ہو عاقبت محمود

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

میری جماعت میں تفرقہ نہ ہو۔ دنیا کی کوئی چیز نہیں

میں بہت راضی ہونگا اگر تم میں اتفاق ہو میں سجدہ نہیں کر سکتا پھر بھی سجدہ میں تمہارے لئے بہت دعائیں کرتا ہوں۔ میں نے تمہاری بھلائی کیلئے بہت دعائیں کی ہیں مجھے طمع نہیں پھر فرمایا مجھے تم سے دنیا کا طمع نہیں مجھے میرا مولیٰ بہت رازوں سے دیتا ہے۔

خبردار جھگڑا نہ کرنا۔ تفرقہ نہ کرنا اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دیگا اس میں تمہاری عزت اور طاقت باقی رہے گی نہیں تو کچھ بھی باقی نہیں رہیگا"

پھر فرمایا تقویٰ کرو۔ پس پھر فرمایا دعائیں مانگو۔ نمازیں پڑھو۔

بہت مسئلوں میں جھگڑے نہ کرو۔ جھگڑو نہیں بہت نقصان ہوتا ہے بہت جھگڑا ہو تو خاموشی اختیار کرو

اس سلسلہ میں ڈاکٹر یعقوب صاحب کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ یہ لکھ دیا جاوے کہ یہی حضور کی وصیت ہے۔ اس میں تو کوئی کلام نہیں کہ یہ ارشاد آپ نے ایسے موقعہ پر فرمائے تھے جب حالت نازک تھی اور لاہوری دوستوں کو نصیحت کی تھی اگر ان کے دل میں خدا تعالیٰ کے اس پیارے بندے کی جسکو وہ اپنا امام اور خلیفہ ظاہر کرتے رہے ہیں کوئی بھی عزت ہے تو وہ دیکھ لیں کہ یہ کلمات اپنے اندر پیشگوئیوں کا رنگ رکھتے ہیں جنہوں نے انہیں یاد دلادیا ہے تاکہ وہ ٹھوکر سے بچیں وہ اپنے لٹریچر کو پلٹ کر سوچیں کہ انہیں کیا نصیحت کیگئی تھی۔ ان پاک ملفوظات کو پڑھکر اور آجکے واقعات کو دیکھکر مومنوں کے ایمان بڑھتے ہیں۔

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو جواب

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے بھی ضروری اعلان کی پشت پر خلافت دانشتوں کا پر حملہ کیا ہے اور ہمارا اپنے اس میں یہ ظاہر کیا ہے کہ خلیفہ پیر نہیں ہونا چاہیئے اور نہ ہمارے تعلقات اس کیساتھ مریداں اند ہوں وہ انجمن پر ایسے حکومت ہو چنانچہ لکھتا ہے کہ وہ نظام اور وحدت قائم رکھنے کیلئے ایک امیر کی حیثیت رکھیگا نہ پیر کا ہر ایک فرد جماعت کو مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ اس سے مریدانہ تعلق رکھے" ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی علمی اور عملی قوتوں کو کیا ہوگیا ہم اگر اسکا جواب دلایل سے دیں تو ممکن ہے انہیں ماننے میں تامل ہو اسلئے حضرت خلیفۃ المسیح ہی کے الفاظ میں جواب کو دوہرا دیتے ہیں۔

سو ۱۰ جون ۱۹۱۲ء کا ایک خطبہ ۹ جون ۱۹۱۲ء کے بدر میں شایع ہوا ہے جس میں آپ نے انجمن سے اپنے تعلقات کو ظاہر کیا ہے۔ فرمایا ایسا ہی بعض لوگ صدر انجمن احمدیہ کے انتظامات پر اعتراض کرنے کے پیچھے پڑے رہتے ہیں **سو تم سن لو کہ میرے اور صدر انجمن کے تعلقات دوستانہ اور پیری مریدی کے رنگ میں ہیں میں انکا پیر ہوں اور وہ میرے مرید ہیں وہ محبت اور اخلاص کیساتھ میرے فرمانبردار ہیں** ہم ان پر حکمران بن چکے ہیں منوا لیتے ہیں" جن الفاظ کو جلی کردیا اور خط کشیدہ کردیا ہے ان سے حقیقت ظاہر ہے اسکے بعد بھی اگر کوئی کہے کہ خلیفہ اور انجمن کے تعلقات پیری مریدی کے نہیں ہونے چاہیں وہ اپنے اس دعویٰ میں غلط کار ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کو نعوذ باللہ غلط گو قرار دیتا ہے پس احمدی قوم یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ انجمن اور خلیفہ کی پوزیشن ایک مطاع اور مسلم خلیفۃ المسیح کے الفاظ سے نمایاں ہے اب قوم کو یہ معاملہ دیکھنا کہ پیری اور مریدی نہیں ہونا چاہیئے بلکہ خلافت کو ریاست سے مشابہت دینا حد درجہ کی گستاخی ہے اور کیا ہے۔

ہے جو متقی کی شان سے دور ہے۔ اس خطبہ میں یہ بھی فرمایا تفرقہ ڈالنے اور تفرقہ بڑھانے والی باتیں چھوڑ دیں۔ پس دوستو ان باتوں کو چھوڑ دو اور آؤ امام کے حکم کے موافق حبل اللہ کو مضبوط پکڑو۔

بیعت کرلی

اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سمجھ دیتا ہے یہ خدائی دین ہے وہ ایمانوں پر ہدایت کے دروازے کھولدیتا ہے اور علم پر تکبر کرنیوالوں کو دور پھینک دیتا ہے خلافت کے قایم ہوچکنے کے بعد اسکے دشمن چاہتے ہیں کہ پھر شورش کریں اس اعلان میں جن لوگوں کے نام دیئے گئے ہیں انہیں سے ماسٹر عبد الحق اور ماسٹر یعقوب خان صاحب نے بیعت کرلی ہے الحمد للہ علیٰ ذلک۔

الزام نہ دو کہ تم پر الزام لگایا جائیگا

لاہوری سہ صفحہ پیغام لکھتا ہے کہ انصار اللہ کی گہری سازش متعلق خلافت کا انکشاف ہوا ہے اور وہ انکشاف کیا ہے؟ حافظ روشن علی صاحب کا ایک خط احباب کو قادیان آنے اور حضرت خلیفۃ المسیح کی علالت کے متعلق خدا ترس دل سرچیں اور سعید الفطرت غور کریں مسیح ناصری نے سچ کہا ہے کہ الزام نہ لگاؤ کہ تم پر الزام لگایا جاویگا۔ یہ لکھتا ہے کہ انصار اللہ کا گروہ شوق سے حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات کا انتظار کر رہا تھا اور پریسیڈنٹ انصار کو خلیفہ مقرر کرنیکی سازش کی ہوئی تھی یہ سازش تو جبھی ثابت ہوگی جب انصار میں سے کم از کم اس شخص کی ہی حلفی تحریر شایع کردے جسنے ابھی تک بیعت نہیں کی اور یا اگر سچے ہو تو اس جھوٹ بنانے والے پر خدا کی لعنت کہو انصار اللہ تو حضرت خلیفۃ المسیح کیلئے دعائیں کرتے تھے البتہ سازش کا پتہ ناظرین اس ٹریکٹ سے لگا سکتے ہیں جو ضروری اعلان کے عنوان سے مولوی محمد علی صاحب نے لکھا اور لاہور کی احمدیہ بلڈنگ میں اسکے پیکٹ طیار رکھے تھے اور ٹھیک ۱۳۔ مارچ کی شام کو وہ تقسیم کیا گیا اور بذریعہ ڈاک روانہ ہوا اور اس ساری کو اور ان فتنہ پرداز رسالجات اظہار حق کو ملا کر پڑھو تو معلوم ہوگا کہ سازش کہاں تھی؟

غلط بیانی سے کامیاب نہیں ہوسکتے

ہمیں افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ جب حق کے مقابلہ میں عاجز آجاتے ہیں تو وہ جھوٹے واقعات تراش لینے سے بھی مضایقہ نہیں کرتے ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اپنے عہدہ اور اعزاز کے لحاظ سے اور اپنی تحریروں اور تقریروں کی بنا پر ایک پبلک مین ہیں۔ انہوں نے ۱۷ مارچ ۱۹۱۴ء کے پیغام میں لکھا ہے کہ مستری نوسی صاحب جس کاغذ پر دستخط کرائے جاتے تھے اس پر لکھا ہوا تھا کہ خلیفہ مقرر ہو خلیفہ ہو خلیفہ چاہے انجمن کو توڑ دے یا رکھے جس ممبر کو چاہے نکالے وغیرہ وغیرہ" اہل حق کا فرض ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب سے اس کاغذ کا مطالبہ کریں اور احمدیہ پبلک نہیں کہ وہ اپنا حلفی بیان شایع کریں کہ کیا انہوں نے کوئی ایسا کاغذ دیکھا جو مستری الحسی کے ہاتھ میں تھا اگر وہ اپنا حلفی بیان شایع نکریں یا اس کاغذ کو پیش نکریں تو احمدی اور غیر احمدی پبلک کو ڈاکٹر صاحب کی پوزیشن کا علم ہو جائیگا۔

حقیقت کیا ہے؟

اب سوال ہوتا ہے کہ اگر یہ صحیح نہیں تو حقیقت کیا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے جو ٹریکٹ حال ہی شایع کیا ہے اسکا اور ان ٹریکٹوں کا جو اظہار الحق کے نام سے پہلے ذیل شایع ہوئے تھے مضمون اور مفہوم ملتا ہے۔ اظہار الحق کسی خفیہ کمیٹی کیطرف سے شایع ہوا جسکا ابھی تک علم نہیں ہوا۔ مگر مولوی محمد علی صاحب کے رسالہ کا مضمون اپنے مفہوم کے لحاظ سے اس سے ملتا ہے ان ٹریکٹوں میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اول تو خلیفہ کی ضرورت نہیں اور اگر ہو بھی تو احمدیوں کو بیعت کی ضرورت نہیں جب نہ پھر حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات کے دن پھیلایا گیا جو پہلے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ طیار کر رکھا تھا تب خلیفہ کی ضرورت پر لوگوں سے دستخط لئے گئے" اور وہ وہی کاغذ تھا جسکا ذکر مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے پیغام حق میں کیا ہے۔ اور فاضل امروہی کی پوزیشن ڈاکٹر صاحب کے مقابلہ میں بلحاظ اپنی قربانیوں اور سلسلہ کی بےنظیر خدمات کے عیاں ہے۔ اب جو شخص ایک معمولی واقعہ کے اظہار میں سقدر بے احتیاطی کرتا ہے اسکی حقیقت ظاہر ہے جو لوگ اس معاملہ میں حق کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں وہ ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب سے حلفی بیان شایع کرائیں اور نہیں تو مولوی محمد علی صاحب سے ہی وہ تصدیق کرائیں کہ ایسا کوئی کاغذ تھا جسکے وہ الفاظ ہیں جو ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب نے شایع کئے ہیں۔

دوسری غلط بیانی

دوسری بات جو ہمارے کرمفرما ڈاکٹر صاحب نے اسی تحریر میں لکھی ہے اور جسکی تردید ضروری ہے کہ میاں صاحب نے خود ہی کہا کہ مولوی محمد احسن صاحب کے بعد کسی کو تقریر نکرنے دو۔ ڈاکٹر محمد حسین صاحب اس جلسہ میں مسجد کے دروازے سے جہاں میاں صاحب موجود تھے بہت دور پیچھے کھڑے تھے اب صاف ظاہر ہے کہ میاں صاحب نے یہ الفاظ باآواز بلند کہے ہوں جو ڈاکٹر محمد حسین صاحب کے کان میں پہونچے پس ہم کہتے ہیں کہ یہ سراسر جھوٹ ہے میاں صاحب نے لوگوں کو بولنے کا موقعہ نہیں دیا۔ اور میاں صاحب کی تقریر تو بیعت کے بعد ہی ہوئی ہے سید عابد علیشاہ صاحب تو پاس ہی تھے ڈاکٹر صاحب نے اگر اپنے اس بیان میں جھوٹ نہیں بولا تو چاہیئے کہ وہ مولوی محمد علی صاحب اور سید عابد علیشاہ صاحب کا حلفی بیان شایع کردیں کہ میاں صاحب نے ایسا فرمایا تھا اور اگر وہ ایسا نہ کرسکیں تو احمدی پبلک سمجھ جاویگی کہ کیا بات ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

ایوان خلافت

(۱) حضرت امیر المومنین (فضل عمرؓ) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آسمانی تائیدات کے نظارے دیکھ رہے ہیں اور ہم سب انہیں دیکھکر اپنا ایمان بڑھا رہے ہیں ہر روز سینکڑوں خطوط بیعت کے چلے آرہے ہیں اور لوگ خود بھی حاضر ہو ہو کر بیعت کر رہے ہیں

(۲) ۱۷ اور ۱۸۔ مارچ ۱۹۱۴ء کی درمیانی شب کو حضرت امیر المومنین پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوا۔

شکر للہ مل گیا ہم کو وہ لعل بے بدل

فرمایا میں موجودہ ابتلاء پر بہت دعا کر رہا تھا جو یہ الہام ہوا پھر مجھے کسی نے جگا دیا اسکے بعد پھر غنودگی ہوئی تو میں نے کہا کہ اسکا دوسرا مصرعہ یوں ہے

کیا ہوا گر قوم کا دل سنگ خارا ہو گیا

(۳) ۱۷ مارچ سے آپ نے قرآن مجید کا درس جاری کر دیا ہے اور جہاں حضرت خلیفۃ المسیح مغفور نے چھوڑا تھا وہاں شروع فرمایا۔ عنقریب آپکے درس قرآن کے نوٹ شایع ہونے لگیں گے وباللہ التوفیق فجر کی نماز کے بعد ہی قرآن مجید کا درس ہوتا ہے (۴) الفضل کی ایڈیٹری آیندہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے سپرد ہوئی ہے جو مستقل طور پر امتحان بی اے سے فارغ ہو کر چارج لینگے الفضل کو یہ نیا دور مبارک ہو آمین۔ (۵) حضرت ام المومنین اور دوسرے اہلبیت اللہ تعالیٰ کی عنایت پر شرح صدر سے راضی ہیں صاحبزادہ مولوی عبد الحی صاحب باوجود ۱۲ برس کی عمر کے نہایت مستقل مزاج اور ضابطہ طبیعت رکھتے ہیں تعزیت کے خطوط اور تار انکی خدمت میں آتے ہیں۔ انکا مختصر جواب احباب کے جو دیا ہے وہ دوسری جگہ درج ہے صاحبزادہ عبد الحی پر اللہ تعالیٰ نے خاص فضل کیا ہے انہیں دیکھکر ہماری امیدیں بڑھ گئی ہیں کہ وہ اپنے عظیم الشان باپ کے علوم حقہ کا ضرور وارث ہوگا۔ حقایق اور معارف ہی پر تقریر کرتے ہیں اور انکی خدمت میں جو لوگ حاضر ہوتے ہیں انہیں اس ابتلاء میں صبر اور دعاؤں ہی کام لینے کی ہدایت فرماتے ہیں والدہ عبد الحی صاحبہ نے جس حوصلہ اور ہمت سے کام لیا ہے ہر عورت کا یہ کام نہیں وہ اصل یہ حضرت خلیفۃ المسیح کی پاک صحبت کا اثر اور نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے

اسکو افضال سے نوازے۔ آمین۔

جلسہ شوریٰ عام بغرض بیعت امام

۱۴- مارچ ۱۹۱۴ء کو بعد نماز ظہر نواب صاحب کے مکان پر صدر انجمن کے ممبران موجودہ قادیان و بعض دیگر اہل الرائے احباب کا ایک خاص جلسہ بغرض مشورہ ضرورت خلیفہ ہوا۔ اس میں حضرت فاضل امروہی۔ حضرت نواب محمد علیخان صاحب۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب۔ حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب۔ جناب مولوی محمد علی صاحب۔ جناب ماسٹر صدر الدین صاحب۔ جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ جناب ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب۔ جناب شیخ رحمت اللہ صاحب۔ اور مولوی شیر علی صاحب۔ اور میر ناصر نواب صاحب وغیرہ۔ اس شوریٰ میں مولوی محمد علی صاحب۔ ڈاکٹر صاحبان اور شیخ صاحب اور ماسٹر صاحب ایک طرف تھے۔ اور باقی بزرگ ایک امر پر متفق تھے۔ آخر یہ تمام کونسل مسجد نور میں نماز عصر کیلئے پہونچی اور بعد نماز عصر تمام مجلس میں جہاں ایک کثیر جماعت مختلف اطراف ملک سے آکر جمع ہو چکی تھی۔ سب سے اول حضرت نواب صاحب نے حضرت امیر المومنین سیدنا نور الدین اعلے اللہ مقامہٗ کے وصی ہونے کی حیثیت سے پبلک کے سامنے وہ امانت پیش کی۔ جو حضرت اکبر مرحوم نے اپنی قلم سے لکھی تھی۔ اور مولوی محمد علی صاحب سے تین مرتبہ پڑھوا کر نواب صاحب کے پاس بطور امانت رکھوادی تھی۔ نواب صاحب نے کھڑے ہو کر مندرجہ ذیل تقریر کی ہے

تقریر نواب صاحب قبلہ

صاحبان مجھ پر حضرت خلیفۃ المسیح ایک نہایت بھاری بوجھ ڈال گئے ہیں اور ایک بہت بڑی امانت میرے سپرد کر گئے ہیں۔ اور وہ آپ کی وصیت ہے۔ میں اُسے آپ کے سامنے پڑھتا اور پیش کرتا ہوں تاکہ آپ اس وصیت کے موافق فیصلہ کریں کہ کوئی شخص خلیفہ ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا جنازہ پڑھنا ہے اور آپ کو دفن کرنا ہے اور یہ سب کام خلیفہ کے ذریعہ ہوگا۔ پس اب میں وصیت پڑھتا ہوں

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم مع التسلیم

خاکسار بقائمی حواس لکھتا ہے:- لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

میرے بچے چھوٹے ہیں۔ ہمارے گھر میں مال نہیں ان کا اللہ حافظ ہے ان کی پرورش بلکہ پرورش یتامیٰ و مساکین سے نہ ہو۔ کچھ قرضہ حسنہ جمع کیا جاوے لائق لڑکے ادا کریں یا کتب جائیداد وقف علی الاولاد ہو۔ میرا جانشین متقی ہو۔ ہر دل عزیز۔ عالم باعمل۔ حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی۔ درگذر کو کام میں لاوے میں سب کا خیر خواہ تھا وہ بھی خیر خواہ رہے قرآن و حدیث کا درس جاری رہے۔ والسلام نور الدین ۴ مارچ ۱۹۱۴ء بعد عصر

یہ وصیت ہے حضرت خلیفۃ المسیح کی جسکو مولوی محمد علی صاحب نے تین بار حضرت کے حکم سے اس جلسہ میں پڑھا۔ جہاں یہ وصیت لکھی گئی تھی۔ اور میرے عرض کرنے پر اس پر دستخط کر دیے اور پھر میں نے احتیاط کیلئے مولوی محمد علی صاحب۔ مرزا یعقوب بیگ اور صاحبزادہ محمود احمد صاحب کے دستخط کرا لئے۔ اب ضروری ہے کہ اس وصیت کے موافق فیصلہ کریں کہ کون خلیفہ ہو۔

نواب صاحب کے بعد حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی جو ہماری خوش قسمتی سے وقت پر پہونچ گئے تھے کھڑے ہوئے اور انہوں نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:-

تقریر حضرت فاضل امروہی

ایہا الاحباب! نواب صاحب نے (جو وصیت حضرت خلیفۃ المسیح کی ان کے پاس امانت تھی) آپ کو سنادی ہے حضرت خلیفۃ المسیح نے بتاکید مولانا محمد علی کی معرفت تین مرتبہ سنا دیا اور نواب صاحب کے سپرد کر دیا جو انہوں نے پوری امانت کے ساتھ آپ تک پہونچا دیا اور وہ تبلیغ کے ذمہ سے فارغ ہو گئے۔ خاکسار اس وصیت کا مصداق جسکو صدق دل سے سمجھتا ہے عرض کرتا ہے۔ جو کچھ عرض کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ صدق دل سے اور ایمان سے کہہ رہا ہوں نہ نفاق سے۔ تم میں سے اکثر جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مثل مسیح موعود کیلئے سو روپیہ کا روزگار ترک کیا اور بہت کچھ جائیداد چھوڑی۔ مگر میں اس پر فخر نہیں کرتا صرف اسلئے کہتا ہوں کہ خوشامد میری مزاج میں نہیں۔ اور حق کے بیان کرنے سے میں نہیں ڈرتا اس لئے عرض کرتا ہوں کہ اگرچہ میں نالائق ہوں مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس خاکسار پر مہربانی فرماتے تھے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے مجھے لکھا کہ تم وہ ایک فرشتے ہو جسکے کندھے پر مسیح موعود کا نزول ہوگا ولا فخر۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

سب صاحبان کو یہی دعا کرنی چاہیئے۔ میں اس وصیت کا مصداق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو سمجھتا ہوں اسکے دلائل اور براہین میں نے رسالہ خاتم حوادث میں لکھے ہیں۔ اس وقت میں ان کو بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ تاخیر ہوگی بلکہ دلائل میں نے جدا خاص میں بیان کئے ہیں ذریت طیبہ کے متعلق آیات اور دلائل لکھے ہیں۔ دس بارہ آیات سے کم نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اس کے متعلق ہیں میں ان کا مصداق صدق دل سے سمجھتا ہوں۔ اور میں یہ درست نہیں سمجھتا کہ سو برس یا ہزار برس کے بعد خلیفہ آئیگا۔ ان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون۔ سے جو استدلال اور تمسک کیا جاتا ہے وہ صحیح نہیں۔ کیا کسی شخص کی عقل کہہ سکتی ہے کہ سو برس کے بعد وصیت جاری ہوگی۔ اور اولاد کی نگرانی بھی سو برس کے بعد ہوگی؟ صحابہ تجہیز و تکفین پر خلیفہ قائم کرنا مقدم جانتے تھے۔ اور میں بھی یہی سمجھتا ہوں۔ پس وصیت کے دو جزو ہیں۔ ایک حضرت کا اپنی اولاد کے متعلق۔ دوسرا اپنے جانشین کے متعلق۔ اسکا فیصلہ مقدم ہے (اس پر آوازیں اٹھیں کہ میاں صاحب میاں صاحب) اور میں تو صاحبزادہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ اس پر ہر طرف سے پہلے ہی بیعت بیعت میاں صاحب میاں صاحب کی آوازوں سے مسجد گونج اٹھی اور ایک محبت اور روحانی جوش کے ولولہ سے بیقرار ہو کر لوگ آگے بڑھے۔ اور قبل اس کے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کچھ بولیں لوگ بیعت کیلئے ایک دوسرے پر سبقت کرنے لگے۔ جس پر انہوں نے بیعت لیلی۔ اور بعد بیعت ایک مختصر سی تقریر کی۔

حضرت امیر المومنین میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب فضل عمر ؓ کی تقریر بعد بیعت

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ

سنو!

دوستو! میرا یقین اور کامل یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ میرے پیارو میرا یقین ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ میرا یقین ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آسکتا جو آپ کی دی ہوئی شریعت میں سے ایک شوشہ بھی منسوخ کر سکے۔

پیارو! میرا وہ محبوب آقا سید الانبیاء ایسی عظیم الشان شان رکھتا ہے کہ ایک شخص اسکی غلامی میں داخل ہو کر کامل اتباع اور وفاداری کے بعد نبیوں کا رتبہ حاصل کر سکتا ہے یہ سچ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی ایسی شان اور عزت ہے۔ کہ آپؐ کی سچی غلامی میں نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ میرا ایمان ہے اور میں پورے یقین سے کہتا ہوں۔

پھر میرا یقین ہے کہ قرآن مجید وہ پیاری کتاب ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اور وہ خاتم الکتب اور خاتم شریعت ہے۔ پھر میرا یقین کامل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہی نبی تھے جسکی خبر مسلم میں ہے اور وہی امام تھے جسکی خبر بخاری میں ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ شریعت اسلامی میں کوئی حصہ اب منسوخ نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اعمال کی اقتدا کرو وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں اور کامل تربیت کا نمونہ تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ کے بعد دوسرا اجماع جو ہوا وہ وہی خلافت حقہ راشدہ کا سلسلہ ہے خوب غور سے دیکھ لو اور تاریخ اسلام میں پڑھ لو کہ جو ترقی اسلام خلفاء راشدین کے زمانہ میں ہوئی۔ جب وہ خلافت محض حکومت کے رنگ میں تبدیل ہو گئی تو گھٹتی گئی۔ یہانتک کہ اب جو اسلام اور اہل اسلام کی حالت ہے تم دیکھتے ہو۔ تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسی منہاج نبوۃ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وعدوں کے موافق بھیجا اور انکی وفات کے بعد پھر وہی سلسلہ خلافت راشدہ کا چلا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نور الدین صاحب جنکا درجہ اعلیٰ علیین میں ہو۔ اللہ تعالیٰ کروڑوں کروڑ رحمتیں اور برکتیں انپر نازل کرے۔ جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت ان کے دل میں بھری ہوئی اور ان کی رگ رگ ریشہ ریشہ میں جاری تھی جنت میں بھی اللہ تعالیٰ انہیں ان پاک وجودوں اور پیاروں کے قرب میں آپ کو اکٹھا کرے)۔ اس سلسلہ کے پہلے خلیفہ تھے۔ اور ہم سب نے اسی عقیدہ کے ساتھ ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ پس جبتک یہ سلسلہ چلتا رہیگا اسلام مادی اور روحانی طور پر ترقی کرتا رہیگا۔ اس وقت جو تم نے پکار پکار کر کہا ہے کہ میں اس بوجھ کو اٹھاؤں اور تم نے بیعت کے ذریعہ اظہار کیا ہے میں نے مناسب سمجھا کہ میں تمہیں اپنے عقیدہ

کا اظہار کروں۔

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میرے دل میں ایک خوف ہے، اور اپنے وجود کو بہت ہی کمزور پاتا ہوں حدیث میں آیا ہے کہ تم اپنے غلام کو وہ کام مت بتاؤ جو وہ کر نہیں سکتا۔ تم نے مجھے اسوقت غلام بنانا چاہا ہے تو وہ کام مجھے نہ بتانا جو میں نہ کر سکوں میں جانتا ہوں کہ میں کمزور اور گنہگار ہوں۔ میں کسطرح دعویٰ کر سکتا ہوں کہ دنیا کی ہدایت کر سکونگا۔ ہم تھوڑے ہیں اور اسلام کے دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور غریب نوازی پر ہماری امیدیں بے انتہا ہیں۔ تم نے یہ بوجھ مجھ پر رکھا ہے تو سنو اس ذمہ داری سے عہدہ برا ہونیکے لئے میری مدد کرو۔ اور وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے فضل اور توفیق چاہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور فرمانبرداری میں میری اطاعت کرو۔

میں انسان ہوں اور کمزور انسان! مجھ سے کمزوریاں ہونگی تو تم چشم پوشی کرنا۔ تم سے غلطیاں ہونگی میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر عہد کرتا ہوں کہ چشم پوشی اور درگزر کرونگا۔ اور میرا اور تمہارا متحد کام اس سلسلہ کی ترقی اور اس سلسلہ کی غرض و غایت کو عملی رنگ میں پیدا کرنا ہے۔ پس اب جو تم نے میرے ساتھ ایک تعلق پیدا کیا ہے اس کو وفاداری سے پورا کرو۔ تم مجھ سے اور میں تم سے چشم پوشی خدا کے فضل سے کرتا رہونگا۔ تمہیں امر بالمعروف میں میری اطاعت اور فرمانبرداری کرنی ہوگی۔ اگر نعوذ باللہ کہوں کہ خدا ایک نہیں۔ تو میں اس خدا کی قسم دیتا ہوں جسکے قبضہ قدرت میں ہم سب کی جان ہے جو وحدہ لاشریک اور لیس کمثلہ شیئ ہے کہ میری ایسی بات ہرگز نہ ماننا۔

اگر میں تمہیں نعوذ باللہ نبوت کا کوئی نقص بتاؤں تو مت مانیو اگر قرآن کریم کا کوئی نقص بتاؤں تو پھر خدا کی قسم دیتا ہوں مت مانیو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے وحی پاکر جو تعلیم تمہیں دی ہے اس کے خلاف کہوں تو ہرگز ہرگز نہ ماننا۔ میں پھر کہتا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ امر معروف میں میری خلاف ورزی نہ کرنا۔ اگر اطاعت اور فرمانبرداری سے کام لوگے اور اس عہد کو مضبوط کروگے تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا فضل ہماری دستگیری کریگا اور ہماری متحد دعائیں قبول ہونگی۔

اور میں اپنے مولا کریم پر بہت بڑا بھروسہ رکھتا ہوں مجھے یقین کامل ہے کہ میری نصرت ہوگی۔ پرسوں جمعہ کے روز میں نے ایک خواب سنایا تھا کہ میں بیمار ہو گیا۔ اور مجھے ران میں درد محسوس ہوا اور میں نے سمجھا شاید طاعون ہونے لگا۔ تب میں نے اپنا دروازہ بند کر لیا۔ اور فکر کرنے لگا کہ یہ کیا ہونے لگا ہے۔ میں نے سوچا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا۔ انی احافظ کل من فی الدار۔ یہ خدا کا وعدہ آپ کی زندگی میں پورا ہوا شاید خدا کے مسیح کے بعد یہ وعدہ نہ رہا ہو کیونکہ وہ پاک وجود اب ہمارے درمیان نہیں ہے اسی فکر میں ہیں۔ کیا دیکھتا ہوں یہ خواب نہ تھا بیداری تھی۔ میری آنکھیں کھلی تھیں میں در و دیوار کو دیکھتا تھا۔ کمرے کی چیزیں نظر آرہی تھیں۔ میں نے اس حالت میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ ایک سفید اور نہایت چمکتا ہوا نور ہے۔ نیچے سے آتا ہے اور اوپر چلا جاتا ہے نہ اسکی ابتدا ہے نہ انتہا۔ اس نور میں سے ایک ہاتھ نکلا۔ ایک سفید

چینی کے پیالہ میں دودھ تھا۔ جو مجھے پلایا گیا جسکے بعد معًا مجھے آرام ہو گیا۔ اور کوئی تکلیف نہ رہی۔ اسقدر حصہ میں نے سنایا تھا۔ اس کا دوسرا حصہ اسوقت میں نے نہیں سنایا تھا اب سناتا ہوں۔ وہ پیالہ جب مجھے پلایا گیا تو معًا میری زبان سے نکلا۔

میری اُمّت بھی کبھی گمراہ نہ ہوگی

میری امت کوئی نہیں تم میرے بھائی ہو۔ مگر اس نسبت سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مسیح موعود کو ہے۔ یہ فقرے نکلے۔ جس کام کو مسیح موعود نے جاری کیا اپنے موقعہ پر وہ امانت میرے سپرد ہوئی ہے۔ پس دعائیں کرو۔ تعلقات بڑھاؤ۔ قادیان آنیکی کوشش کرو۔ اور بار بار آؤ۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا اور بار بار سنا کہ جو یہاں بار بار نہیں آتا اندیشہ ہے کہ اس کے ایمان میں نقص نہ ہو۔ اسلام کا پھیلانا ہمارا پہلا کام ہے مل کر کوشش کرو تاکہ اللہ تعالیٰ کے احسانوں اور فضلوں کی بارش ہو۔ میں پھر تمہیں کہتا ہوں پھر کہتا ہوں اور پھر کہتا ہوں۔ اب جو تم نے بیعت کی ہے اور میرے ساتھ ایک تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد قایم کیا ہے۔ اس تعلق میں وفاداری کا نمونہ دکھاؤ۔ اور مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھو میں ضرور تمہیں یاد رکھونگا۔ ہاں یاد رکھتا بھی رہا ہوں [illegible] آجتک کوئی نہیں کی جس میں میں نے سلسلہ کے افراد کیلئے دعا نہ کی ہو مگر اب آگے سے بہت زیادہ یاد رکھونگا۔ [illegible] ایسا جوش نہیں آیا جسمیں احمدی قوم کیلئے دعا نہ کی ہو پھر سنو! کہ کوئی ایسا کام نہ کرو جو اللہ تعالیٰ کے عہد شکن کیا کرتے ہیں۔ ہماری دعائیں یہی ہوں کہ ہم مسلمان جئیں اور مسلمان مریں۔ آمین۔

اَلفاظِ بیعت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ حضرت جہر ہاتھ میں ہاتھ لیکر فرماتے جاتے تھے اور طالب تکرار کرتا جاتا تھا۔ اسی طرح حضرت آپ بیعت لیتے ہیں:۔

اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ (دو بار) آج میں احمدی سلسلہ میں محمود کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آئندہ بھی گناہوں سے بچنے کی کوشش کرونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ شرک نہیں کرونگا۔ اسلام کے تمام احکام کے بجالانے کی کوشش کرونگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرونگا۔ اور مسیح موعود علیہ السلام کے تمام دعاوی پر ایمان رکھونگا۔ جو تم نیک کام بتاؤگے انمیں فرمانبرداری کرونگا قرآن شریف اور حدیث کے پڑھنے اور سمجھنے اور انپر عمل کرنیکی کوشش کرونگا حضرت صاحب کی کتابوں کو پڑھنے یا سننے اور یاد رکھنے اور انپر عمل کرنے کی کوشش کرونگا۔ تبلیغ اسلام میں حتی الوسع کوشاں رہونگا

استغفر اللّٰہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ (۳ بار) رب انی ظلمت نفسی ظلمًا کثیرًا واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت ط اے میرے رب میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں (آمین)

پھر آپ دعاء فرماتے ہیں۔

جب بیعت ہوگئی تو عجیب عالم تجلیات کا تھا سکینۃ کا نزول ہو رہا تھا اور قلوب میں خاص رقت اور جوش پایا جاتا تھا۔ حضرت امیر المومنین فضل عمر نے بہت دعا کی پھر مصافحہ کا سلسلہ دیر تک جاری رہا۔ آخر آپ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ اور جنازہ مقبرہ بہشتی کیطرف روان ہوا۔ یہ کہنا بالکل درست ہے کہ نواب صاحب کی کوٹھی سے لیکر شہر تک برابر دو رویہ آدمیوں کی ایک دیوار تھی ایک میل تک آدمی ہی آدمی معلوم ہوتے تھے۔ اور ہندو۔ سکھ۔ مسلمان سب موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و نزول رحمت کا اور امیر المومنین نور الدین کی قبولیت کا ایک درخشاں نظارہ تھا۔ (ایڈیٹر)

ایک غلط فہمی کا ازالہ اور بھولی ہوئی بات کی یاددہانی

صداقت بہرحال صداقت ہے اور اس کی قوت نمایاں ہو کر رہتی ہے۔ اور کس قدر کسی صداقت کو چھپانے کی کوشش کی جاوے اسی قدر وہ زور اور طاقت سے باہر آتی ہے۔ یہ سنت اللہ قدیم سے جاری ہے کہ جب کوئی راستباز مامور اور خلیفۃ اللہ دنیا میں آیا تو اسکی مخالفت کے لئے بہت بڑا زور لگایا گیا لیکن آخر جاء الحق وزھق الباطل کا نظارہ سب کو دیکھنا ہی پڑا۔ حضرت خلیفۃ المسیح سیدنا نور الدین نور اللہ مرقدہ آمین۔ اپنے عہد خلافت میں ہمیشہ ہی دیکھتے چلے آئے کہ جو کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے آپ کے عہد خلافت میں متعدد مرتبہ خلافت کے خلاف فتنہ برپا ہوئے مگر اللہ تعالیٰ نے تمکین خلافت کا اعجاز دکھا کر انہیں شرمندہ کیا۔ اس موقعہ پر بھی ضروری تھا کہ کوئی فتنہ برپا ہوتا۔ چنانچہ خلیفۃ المسیح کی وفات سے پہلے ایک ٹریکٹ مولوی محمد علی صاحب نے چھپوا کر رکھ چھوڑا۔ اور یونہی آپ کی وفات ہوئی اور اسکی خبر لاہور میں پہونچی۔ لاہور سے اس ٹریکٹ کو شایع کر دیا۔ اس ٹریکٹ کے متعلق میں سردست جماعت میں بحث کا باب کھولنا نہیں چاہتا لیکن اگر ضرورت نے مجھے مجبور کیا تو انشاء اللہ تعالیٰ میں دکھا دونگا کہ ٹریکٹ کی تہ میں کیا بات ہے۔ غرض باوجودیکہ اس ٹریکٹ کے ذریعہ چاہا گیا تھا کہ لوگوں کے خیالات میں کوئی اور رو پیدا کیجاوے مگر واقعات اور خدا کے کام نے بتا دیا کہ حق کیا ہے۔ یہ جھوٹ اور خطرناک جھوٹ ہے، کہ انصار اللہ نے کوئی سازشش کر رکھی تھی کہ صاحبزادہ صاحب خلیفہ ہوں۔ اور اس کا بیّن ثبوت یہ ہے کہ اس وقت تک کہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ بعض انصار اللہ نے جو کسی اثر کے نیچے ہی بیعت نہیں کی بہتر ہے وہ لوگ جو اسے سازش کا نتیجہ کہتے ہیں انہیں کا حلفی بیان شایع کر دیں۔ کہ جب سے وہ انصار اللہ میں داخل ہوئے کبھی اور کسی وقت انہیں اس قسم کی تحریک کی گئی ہو اور اگر وہ شایع نہ کر سکیں اور ہرگز نہیں کر سکیں گے۔ تو پھر جھوٹ بولنے کی سزا سے ڈریں۔ میری غرض اس وقت جماعت

کو حضرت خلیفۃ المسیح سیدنا نور الدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اس تقریر کیطرف توجہ دلانا مقصود ہے۔ جو **خلافت** کے متعلق آپ نے لاہور میں کی تھی۔ جبکہ آپ شیخ رحمت اللہ صاحب کی کوٹھی کا سنگ بنیاد رکھنے گئے تھے۔ ناظرین اسے غور سے پڑھیں اور فکر کریں۔

دیکھو ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمارے بادشاہ حضرت مسیح موعود کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک کیا اور بعد اسکے میرے ہاتھ پر تمکو تفرقہ سے بچایا اس نعمت کی قدر کرو اور نکمی بحثوں میں نہ پڑو میں نے دیکھا ہے کہ آج بھی کسی نے کہا کہ خلافت کے متعلق بڑا اختلاف ہے حق کسی کا تھا اور دیدی کسی اور کو۔ میں نے کہا کہ کسی رافضی کو جاکر کہدو کہ علی کا حق تھا ابوبکر نے لیا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس قسم کی بحثوں سے تمہیں کیا اخلاقی یا روحانی فائدہ پہونچتا ہے جسکو خدا نے چاہا خلیفہ بنا دیا اور تمہاری گردنیں اسکے سامنے جھکا دیں خدا تعالیٰ کے اس فعل کے بعد بھی تم اس پر بحث کرو تو سخت حماقت ہے۔ میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے آدم کو خلیفہ کس نے بنایا؟ اللہ تعالےٰ نے انی جاعل فی الارض خلیفہ اس خلافت آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا کہ حضور وہ مفسد فی الارض اور مسفک الدم ہے مگر انہوں نے اعتراض کرکے کیا پایا تم قرآن کریم کو پڑھو کہ آخر انہیں آدم کیلئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنیوالا فرشتہ بھی ہو تو میں اسے کہدونگا آدم کی خلافت کے سامنے سجدہ کرو تو بہتر ہے اگر وہ ابیٰ اور استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رہے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بنکر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادتمند فطرت اسے اسجدوا لآدم کی طرف لے آئیگی۔ اور اگر ابلیس ہے تو وہ اس دربار سے نکلی جاویگا۔ پھر دوسرا خلیفہ داؤد تھا یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض داؤد کو خدا نے ہی خلیفہ بنایا اسکی مخالفت کرنیوالوں نے یہانتک بھی کوشش کی کہ وہ انارکسٹ لوگ آپکے قلعے پر حملہ آور ہوئے اور کود پڑے مگر جس کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا کون تھا جو اسکی مخالفت کرکے نیک نتیجہ دیکھ سکے؟ پھر اللہ تعالےٰ نے ابوبکر و عمر رض کو خلیفہ بنایا رافضی ابتک اس خلافت کا ماتم کر رہے ہیں مگر کیا تم نہیں دیکھتے کروڑوں انسان ہیں جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر درود پڑھتے ہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہا کرتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے ہی خلیفہ بنایا ہے یہ وہ مسجد ہے جس نے میرے دل کو بہت خوش کیا اسکے بانیوں اور امداد کنندوں کیلئے میں نے بہت دعا کی ہے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ میری دعا عرش تک پہونچی ہیں پس اس مسجد میں کھڑے ہوکر جس نے مجھے بہت خوش کیا اور اس شہر میں آکر اس مسجد میں آنیسے خوشی ہوئی ہے میں اس کو ظاہر کرتا ہوں جسطرح میں داؤد اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اللہ تعالےٰ نے خلیفہ بنایا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے مجھے خلیفہ بنایا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہونچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔ پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے پس مجھکو نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں اسکے بنانے کی قدر کرتا اور اسکے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے؟ اب سوال ہوتا ہے کہ خلافت حق کسکا ہے؟ ایک میرا نہایت پیارا محمود ہے جو میرے آقا اور محسن کا بیٹا ہے پھر دامادی کے لحاظ سے نواب محمد علیخان کو کہدیں پھر خسر کی حیثیت سے ناصر نواب کا حق ہے یا ام المومنین کا حق ہے جو حضرت صاحب کی بیوی ہیں یہی لوگ ہیں جو خلافت کے حقدار ہوسکتے ہیں مگر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جو لوگ خلافت کے متعلق بحث کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انکا حق کسی اور نے لیا وہ اتنا نہیں سوچتے کہ یہ سب کے سب میرے فرمانبردار اور وفادار ہیں اور انہوں نے اپنا دعویٰ میرے سامنے پیش نہیں کیا۔ مجھے بدو کے ایک فقرہ سے بہت رنج ہوا کہ کوئی مرزا صاحب کا رشتہ دار نور الدین کا مرید نہیں یہ سخت غلطی ہے جو کیگئی ہے مرزا صاحب علیہ السلام کی اولاد دل سے میری فدائی ہے میں سچ کہتا ہوں کہ جتنی فرمانبرداری میرا پیارا محمود۔ بشیر۔ شریف۔ نواب ناصر۔ نواب محمد علیخان کرتا ہے تم میں سے ایک بھی نظر نہیں آتا۔

میں کسی لحاظ سے نہیں کہتا بلکہ میں ایک امر واقعہ کا اعلان کرتا ہوں ان کو خدا کی رضا کیلئے محبت ہے۔ بیوی صاحبہ کے منہ سے بیسیوں مرتبہ میں نے سنا ہے کہ میں تو آپ کی لونڈی ہوں۔ ایڈیٹر بدر کا فرض تھا کہ وہ ایسی تحریر کی فوراً تردید کرتا (بدر نے فوراً ہی اصلاح کرلی تھی یعقوب علی) اور لکھدیتا کہ یہ جھوٹ ہے میاں محمود بالغ ہے اس سے پوچھ لو کہ وہ سچا فرمانبردار ہے۔ ہاں ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ سچا فرمانبردار نہیں مگر نہیں میں خوب جانتا ہوں کہ وہ میرا سچا فرمانبردار ہے وہ ایسا فرمانبردار ہے کہ تم میں ایک بھی نہیں۔ جسطرح علی فاطمہ عباس نے ابوبکر کی بیعت کی تھی اس سے بھی بڑھکر مرزا صاحب کے خاندان نے میری فرمانبرداری کی ہے۔ اور ایک ایک ان میں سے مجھ پر فدا ہے کہ مجھے کبھی وہم بھی نہیں آسکتا کہ میرے متعلق انہیں کوئی وہم آتا ہو۔

سنلو! میرے دل میں کبھی یہ غرض نہ تھی کہ میں خلیفہ بنتا۔ میں جب مرزا صاحب کا مرید نہ تھا تب بھی میں امراء کے پاس گیا اور معزز حیثیت میں گیا مگر تب بھی یہی لباس تھا مرید ہوکر بھی میں اسی حالت میں رہا مرزا صاحب کی وفات کے بعد جو کچھ کیا خدا تعالےٰ نے کیا میرے خیال و وہم میں بھی یہ بات نہ تھی مگر اللہ تعالےٰ کی مشیت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا۔ مجھے تمہارا امام اور خلیفہ بنا دیا۔ اور تمہارے خیال میں حقدار تھے ان کو بھی میرے سامنے جھکا دیا۔ اب تم اعتراض کرنیوالے کون ہو۔ اگر اعتراض ہے تو جاؤ خدا پر اعتراض کرو۔ مگر اس گستاخی اور بے ادبی کے وبال سے بھی آگاہ رہو۔ اس اخبار کو جس نے ایسا غلط واقعہ لکھا ہے اب بھی تلافی کرنی چاہیئے۔ اور ایسے طور پر کہ ہمارے محمود اور اس کے بھائیوں سے پوچھکر تلافی کرے۔ میں کسی کا خوشامدی نہیں۔ مجھے کسی کے سلام کی بھی ضرورت نہیں اور نہ تمہاری نذر اور پرورش کا محتاج ہوں۔ اور خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ ایسا وہم بھی میرے دل میں گذرے۔ اللہ تعالےٰ نے مخفی در مخفی خزانے مجھے دیا ہے کوئی انسان اور بندہ اس سے واقف نہیں میری بیوی میرے بچے کسی کے محتاج نہیں اللہ انکا کفیل ہے تم کسی کی کیا کفالت کروگے جبکہ تم فقراء ہو واللہ الغنی وانتم الفقراء جو سنتا ہے وہ سن لے اور جو نہیں سنتا اس کو سننے والے پہنچادیں کہ یہ اعتراض کرنا کہ خلافت حقدار کو نہیں پہونچی رافضیوں کا عقیدہ ہے اس سے توبہ کرلو۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنا دیا۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے

فرشتے بن کر اطاعت وفرمانبرداری کرو۔ ابلیس نہ بنو۔

(تقریر لاہور)

حیاتِ نور

میں نے خدا تعالےٰ کے فضل و توفیق پر بھروسہ کرکے ارادہ کیا ہے کہ میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی سیدنا نور الدین ایدہ اللہ بروح الامین کے واقعات وحالات زندگی کو الحکم کے ذریعہ سے شایع کردوں اگرچہ اس قسم کی تالیف (حیات) بطور کتاب شایع ہونی چاہیئے لیکن جب میں اپنی مصروفیت اور دوسرے اسباب پر غور کرتا ہوں تو میں ازبس ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ سیرت جسکو

حیاتِ نور

کے نام سے ملقب کرتا ہوں الحکم ہی کے ذریعہ شایع کیجاوے اس سے بیشتر میں نے حضرت مسیح موعود مغفور اور حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی سوانحعمریاں شایع کرنیکا اعلان کیا تھا اور ابتک مجھے موقعہ نہیں ملسکا کہ اس عہد کو پورا کروں ہاں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے متوقع ہوں کہ توفیق ملیگی تو نہ صرف یہ دو سوانحعمریاں بلکہ سیرۃ الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی لکھنے کی آرزو ہے اور اگر مجھے یہ سعادت عملی طور پر نہ بھی ملی تو بھی اپنی اس نیت کیلئے ماجور ہونیکی امید رکھتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوانحعمری کا کام تو خدا تعالےٰ کے فضل سے حضرت صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ الاحد کی توجہ اور کرم سے شروع ہوگیا ہے باقیوں کیلئے بھی اب میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے مایوس نہیں اور مجھے یقین ہوتا ہے کہ اس اولوالعزم کے عہد سعود میں بڑے بڑے کام ہونگے۔ حضرت امیر المومنین کی سوانحعمری کا ایک حصہ اپنے رنگ میں برادرم مفتی اکبر شاہ خانصاحب نے شایع کیا ہے اور اب ناظرین اسکو پڑھ چکے ہیں اسی وجہ سے میں نے حیات نور کو ملتوی کردیا تھا پھر میں نے عہد خلافت شایع کرنا چاہا جس میں بھی سمبر ۱۹۱۲ء تک کے واقعات میں لکھ چکا تھا۔ مگر میں نے اسکو اسلئے ملتوی رکھا کہ جب اللہ تعالےٰ چاہیگا مکمل شایع کرنا چاہیئے۔ اسلئے اب حیات نور انشاء اللہ تعالیٰ سلسل اخبار کے ذریعہ شایع ہوگی ۱۴- مارچ ۱۹۱۴ء کو میں نے اسکا مقدمہ شایع کیا تھا خدا کی عجیب شان ہے کہ ۱۳- مارچ ۱۹۱۴ء کو پورے چالیس بعد جبکہ حضرت امیر المومنین نور الدین اعلی اللہ مقامہ کو حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہم السلام کے پہلو میں دفن کرکے آتا ہوں میں اس سلسلہ کو مستقل اور مکمل شایع کرنے کے ارادے سے شروع کرتا ہوں وباللہ التوفیق۔

بہرحال میں نے پسند کیا کہ سب سے اول حضرت امیر المومنین نور الدین کی حیات شایع کردوں اور اسکے لئے خوش قسمتی سے اللہ تعالیٰ نے موقعہ دیا ہے کہ حضرت امیر المومنین مرحوم کی زندگی کے واقعات کا خود حضرت ہی کی زبان اور تحریروں سے پتہ لگ سکتا ہے پس میں نے وقت کو غنیمت سمجھکر اسے توکلاً علی اللہ شروع کردیا ہے اور خدا کے فضل و کرم سے امید رکھتا ہوں کہ یہ بااحسن وجہ پوری ہو۔ آغاز کردہ ام تو رسانی بہ انتہا۔ اخبار ہی کے صفحات میں سے ایک ورق خاص اس مطلب کیلئے لیا جاتا ہے لیکن اگر سرپرستان الحکم نے توجہ فرمائی اور اپنی محبوب مطاع اور خلیفۃ المسیح کے حالات زندگی سے پوری دلچسپی ظاہر کی جسکی یقیناً امید ہے تو الحکم میں ایک ورق کی بجائے دو ورق مخصوص کردیئے جاوینگے مگر یہ منحصر ہوگا اس امر پر کہ ناظرین الحکم ۲۰۰ جدید خریدار الحکم کیلئے ایسے دیدیں جو پانچ روپیہ سالانہ قیمت ادا کریں یا ان زاید اخراجات کیلئے جو ۴ صفحے اور بڑھا دینے سے ہونگی پورا کریں اگر یہ سبیل ہو جاوے ورنہ یہ ایک ورق تو انشاء اللہ ضرور شایع ہوتا رہیگا وباللہ التوفیق۔ حیات نور آج کے الحکم کیساتھ دو ورق کی ضمیمہ شایع ہوئی ہے [illegible]

حیات نور یعنی امیر المومنین سیدنا نور الدین مدظلہ العالی کے حالات زندگی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدِنِ الْاَمِیْنِ وَعَلٰی اَزْوَاجِہٖ اَھْلِبَیْتِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَخُلَفَآئِہِ الرَّاشِدِیْنَ الْمُھْتَدِیْنَ ٭ میں نے ان اوراق میں حضرت امیر المومنین سیدنا نور الدین کے حالات زندگی کے لکھنے کا ارادہ کیا ہے لیکن اس سے پیشتر کہ آپ کے واقعات زندگی تحریر کروں میں اس مقدمہ میں سوانح عمری کے فلسفہ پر کچھ بحث کرنی چاہتا ہوں اس خیال سے حیات نور کے پڑھنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ کتاب کس اصول پر لکھی گئی ہے۔

قرآن کریم کا اسلوب

انسانی فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ دوسروں کے حالات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتی اور یہ ایک ایسی صداقت ہے جس پر کسی فلسفیانہ بحث کی حاجت نہیں ہے قرآن کریم چونکہ اللہ تعالیٰ کی کامل کتاب ہے اس نے مخلوقات کی ہدایت کیلئے ہر موثر اور مفید طریق کو اختیار کیا ہے اول نیک اور بد اعمال کی تفصیل بتائی پھر ان کے نتائج اور ثمرات سے آگاہ کیا اور بالآخر ان لوگوں کے حالات بتائے جنہوں نے نیک یا بد اعمال اختیار کئے اور ان کے ثمرات اور نتائج سے سکھ یا دکھ اٹھایا کیونکہ نیک اخلاق اور نیک اعمال کی طرف توجہ اور شائق ہونے کیلئے قصص کو بڑا دخل ہے۔ یہاں تک کہ جو لوگ قصص اور فسانے پڑھتے ہیں وہ بھی ان فرضی اور خیالی قصوں سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اسلئے کہ اصلاح چلن اور تبدیل اخلاق کیلئے یہ ایک علمی ذریعہ ہے اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی نہ کسی رنگ میں قوموں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے یہی وجہ ہے جو قرآن مجید فرماتا ہے اِنَّ ھٰذِہٖ تَذْکِرَۃٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا ٭ اور مختلف مقامات پر آیات تذکیر واقع ہوئی ہیں اور ایک خاص اسلوب سوانح کا قرآن کریم نے اختیار کیا ہے جس کے متعلق تفصیلی بحث بیکار ہے مگر اتنا ہی کہہ دینا کافی ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم نے کسی شخص یا قوم کے صرف ان واقعات زندگی کو لیا ہے جس کے ذریعہ وہ کوئی تعلیم ترغیب یا ترہیب کے رنگ میں دینا چاہتا ہے۔ مثلاً وہ کہتا ہے وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ٭ (سورۃ مریم) یعنی حضرت ابراہیم کے واقعات زندگی پر غور کرو کیونکہ وہ راستباز نبی تھا۔ اب یہاں قرآن مجید حضرت ابراہیم کی زندگی کے مسلسل واقعات کا ذکر نہیں کرتا وہ نہیں بتاتا کہ اس نے کس طرح پرورش پائی وہ کہاں پیدا ہوا۔ اس زمانہ کے حسب حال ان کی تعلیم اور تربیت کیونکر ہوئی بلکہ بتاتا ہے کہ وہ صدیق اور نبی تھا۔ اتنا کہنے سے انسان کو راستبازی اور صداقت کی طرف متوجہ کرنا مقصود تھا اور جس کا انتہائی نقطہ اور معراج یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا شرف حاصل ہو جاتا ہے۔ اور پھر آگے چل کر حضرت ابراہیم کے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے جو انہیں اپنے اَب سے پیش آیا اس سے پھر کر معلوم ہوتا ہے کہ جب انسان صداقت سے پیار کرتا ہے تو اس میں کس طرح پر سچی حریت اور آزادی کی رائے پیدا ہوتی ہے اور قوم اور برادری کا اثر اور ڈر اس کے سچے عقاید اور خیالات کو دبا نہیں سکتا اس کا ضمیر مر نہیں جاتا اور نہ دب سکتا ہے وہ سچائی کیلئے اور محض سچائی کیلئے قوم کو ترک کر دینا آسان تر سمجھتا ہے بہ نسبت اسکے کہ وہ خلاف حق کہے یا سنے۔ پھر اسی ضمن میں بتایا کہ راستبازی اور صداقت کو پیار کرنے والا خواہ متروک القوم ہی کیوں نہ ہو وہ ابو الملۃ اور ائمہ بنایا جاتا ہے غرض اس طرح پر اس واقعہ کو بیان کر دیا۔ اسی طرح پر بہت سے واقعات اور حالات قرآن مجید میں ہیں۔ میں ان احمقوں کی بات پر ہنسا کرتا ہوں جو کہتے ہیں کہ کسی الہی کتاب میں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو قصص نہیں ہونے چاہئیں اسلئے کہ ایسا نادان معترض انسانی فطرت کا دشمن ہے وہ اپنے بچوں کی تربیت کیلئے ان کے اخلاق کی اصلاح کیلئے آپ تو پسند کرتا ہے کہ گذشتہ لوگوں کے حالات زندگی بیان کرے اپنی قوم کے اندر کسی خاص جذبہ کو وہ حب وطن کا ہو یا ایثار نفس کا پیدا کرنے کیلئے ایسے آدمیوں کے کارنامے پیش کرنے کو تیار رہتا ہے یہاں تک کہ اگر اپنے ملک میں نہ ملیں تو دوسرے ممالک کی قومی تاریخوں سے اقتباس کرنے کو اپنا فرض سمجھتا ہے لیکن جب خدا تعالیٰ کی کتاب ہدایت اور اصلاح کے اس علمی طریق کو اختیار کرے تو اعتراض کرتا ہے۔ نا ان اذا قسمۃ ضیزیٰ ہر قوم اور ملک کی تاریخ اور ہر قوم ہر خاندان اور ہر گھر میں قصہ گوئی کا رواج اسی انسانی فطرت کی زبردست دلیل ہے۔ غرض خدا تعالیٰ کی مجید کتاب کے تذکرہ کے اصول کو مدنظر رکھا ہے اور اسلئے مدنظر رکھا ہے کہ وہ انسانی ہدایت کا ایک علمی ذریعہ ہے۔

مؤثرات اربعہ

اگرچہ اوپر کے بیان سے یہ امر سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ تذکرہ انسانی فطرت کا ایک خاصہ ہے مگر میں علی حدہ لفظ میں یہ بتانا بھی اپنا فرض جانتا ہوں کہ انسانی قوتوں اور جذبات کے مؤثرات میں مؤثرات اربعہ ہی کو بطور اصل الاصول کے مانا گیا ہے اور وہ یہ ہیں۔ اول مذہب دوم فلسفہ سوم علم الاخلاق۔ چہارم علم الحیات۔ یہ مؤثرات اپنی اپنی جگہ کام کرتے ہیں اور اصلاح نفس اور تزکیہ قلب میں ان کا جدا جدا اثر اور دخل ہے مگر علم الحیات ایک ایسا شعبہ ان مؤثرات کا ہے کہ اس میں قریباً ساری باتیں آ جاتی ہیں اور یوں مذہب بھی ایک ایسا اصل ہے کہ وہ بھی سب کا مجموعہ ہوتا ہے۔ انہی چاروں پر کسی قدر بحث کرتا ہوں۔

اس میں شک نہیں کہ مذہب ایک ایسی زبردست قوت اور طاقت ہے کہ وہ افعال الاعضاء کے علاوہ مبادی الافعال پر بھی حکومت کرتی ہے لیکن مذہب کو بھی اپنی طاقت اور اثر کے مفید بنانے کیلئے علم الحیات سے کام لینا پڑتا ہے شاید کسی کے دل میں یہ گمان گذرے کہ مذہب اور اخلاق ایک ہی چیز ہے اسلئے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اخلاق اور مذہب کی جدا جدا تعریف کر دوں۔ اخلاق انسان کی اس حالت اور قوت سے مراد ہوتی ہے جس کے ذریعہ انسان اپنے قویٰ کا صحیح استعمال سیکھتا ہے اور ان امور سے آگاہی حاصل کرتا ہے جو اسے اپنی ذات یا غیروں کے مقابلہ میں موجودہ زندگی کو آسائش اور راحت اور عزت سے عمل میں لانا ضروری ہیں یا یوں کہو کہ اخلاق وہ شریعت اور قانون ہے جو انسان کی قوت ضمیری سے تربیت پاتا ہے اور مذہب اس جامع قانون کا نام ہے جو انسان کی قوت ضمیری کی بھی رہنمائی کرتا ہے۔ مختصر یہ کہ ان مؤثرات اربعہ میں سے علم الحیات ایک ایسی شاخ انسانی کمالات کے حصول کی ہے کہ مذہب کو بھی اسے اپنی ہدایت کے اسباب اور ذرائع میں داخل کرنا پڑا۔

علم الحیات سب سے زیادہ مؤثر ہے

نری تعلیم اتنی مؤثر نہیں ہو سکتی جس قدر کسی شخص کے حالات زندگی اور اسلئے کہا جاتا ہے کہ نمونہ تعلیم سے بہتر ہے قرآن کریم نے اس فطرتی اصل کو بھی ہاتھ سے نہیں دیا۔ جو اس کی خدا کی طرف سے ہونے کا بجائے خود ایک زبردست ثبوت ہے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا وَلَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر واقعہ اور آپ کی ہر حرکت و سکون نوع انسان کیلئے اعلیٰ درجہ کا نمونہ ہے جو زندگی ہر منزل اور ہر حالت میں بہترین رہنما ہے۔ اس اصل کو قرآن کریم نے کیوں اختیار کیا ہے صرف اس لئے کہ کسی خاص شخص کے حالات زندگی زیادہ مؤثر ہوتے ہیں اور چونکہ یہ ایک مستحکم اصل تھی اسلئے اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان اور اسباب بھی پیدا کر دیئے جن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے تمام اوقات محفوظ ہو گئے اور اب تک محفوظ چلے آتے ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ جس امر کو ہم بطریق خارق عادت بیان کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ آپ کو زندگی کے تمام منازل میں سے اللہ تعالیٰ نے گذار دیا اور یہ ہونا ہی چاہیئے تھا اسلئے کہ آپ نوع انسان کے ہادی اور نوع انسان کیلئے نمونہ تھے۔ غرض یہ مسلمہ مسئلہ ہے کہ جس قدر مخصوص آثار اور مشخص جذبات مؤثر ہوتے ہیں اسقدر عام آثار اور غیر مشخص جذبات اثر انداز نہیں ہو سکتے یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے

حیات نور یعنی حضرت امیر المومنین کے حالات زندگی

علم الحیات پر تنقیدی بحثیں لکھی ہیں ۔ انہوں نے تاریخ اور سوانحعمری پر ایک خاص بحث کی ہے کہ کیا سوانحعمری مقدم ہے یا تاریخ اور کیا تاریخ زیادہ موثر ہے یا سوانحعمری ؟ "

تاریخ اور سوانحعمری

میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس مضمون پر مختصر سی روشنی ڈالوں ۔ تاریخ ہمارے معلومات میں کچھ شک نہیں ایک بیش قیمت اضافہ کرتی ہے یہ اضافہ معلومات کسی قوم یا ملک یا فن کے عام حالات اسکی ترقی و تنزل اسکی وقتاً فوقتاً تبدیلیوں کے متعلق ہوتے ہیں اس پر بھی کوئی کلام نہیں کہ بعض بعض اوقات ان حالات اور معلومات سے آنی طور پر ہم متاثر بھی ہوتے ہیں مگر بیشتر یہ معلومات کتاب کے ختم کرنیکے ساتھ ہی ختم ہو جاتے ہیں اور وہ اثر اندازی ہی متعدی ثابت نہیں ہوتے بلکہ زیادہ سے زیادہ جو اثر دلپر قایم ہوتا ہے وہ یہی ہوتا ہے کہ فلاں قوم یا حکومت کی ترقی و تنزل کا تعلق فلاں باتوں سے ہے اور اسکی ترقی اور تنزل کے یہ اسباب اور وجوہ ہیں اس سے زیادہ کوئی دلچسپی پیدا نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہو کہ تاریخ کو ایک خشک مضمون سمجھا جاتا ہے ۔ برخلاف اسکے سوانحعمری میں یہ بات نہیں ہوتی بلکہ وہ چونکہ ایک خاص آدمی کے حالات زندگی ہوتے ہیں اور وہ تجربات کا ایک مجموعہ ہوتے ہیں اسلئے وہ نہ صرف دلچسپ ہوتے ہیں بلکہ وہ ساتھ ہی ساتھ ہمارے دل و دماغ پر اپنی تاثیریں ڈالتے جاتے ہیں اور ہم کبھی تو ان حالات زندگی کا اپنے حالات سے مقابلہ کرتے ہیں اور کبھی ان واقعات اور حالات کو اپنے حالات سے متغائر اور متباین پاتے ہیں میں اپنی اس حیات (لائف) کے ہیرو کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے اس کے قرآن فہمی کے اصولوں و قرآن کریم پر علمی قوت کے حاصل کرنیکے اسباب پر بحث کرتا ہوا انشاءاللہ العزیز بتادونگا کہ وہ قرآن کریم کے قصص سے کس طرح پر تعلیم دیتا ہے اور فایدہ اٹھانے کی تحریک کرتا ہے " غرض سوانحعمری چونکہ ایک خاص شخص کے واقعات زندگی کا مجموعہ ہوتا ہے ۔ اسلئے وہ پڑھنے والے کے دلپر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی یہی وجہ ہے کہ علم الاخلاق پر لکھنے والوں نے مطالعہ کیلئے ایسی کتابوں کے انتخاب کی ہدایت کی ہے جنکے مصنف نیک چلن اور عالم باعمل ہوں اسلئے کہ اندر ہی اندر انکے خیالات کا اثر پڑھنے والے پر ہوتا ہے میرے کرم دوست خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب مصاحب خیالات نے سوانحعمری اور تاریخ کے متعلق بحث کرتے ہوئے ایک موازنہ قایم کیا ہے اسکے بعض فقرات نہایت ہی عمدہ اور اعلیٰ خیالات کو ظاہر کرتے ہیں میں انہیں یہاں درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ فرماتے ہیں : " تاریخ ایک مسلسل اور غیر مربوط مقصد ہے اور سوانحعمری ایک تازیانہ تاریخ ایک کم گو جنبیت ہے اور سوانحعمری ایک پر جوش ہمدم اور دلسوز ہمدرد تاریخ ظہورات متواترہ اور واقعات متنی از ہان کا ایک مسلسل بیان ہے ۔ لیکن سوانحعمری ظہورات مختصہ اور واقعات منتخبہ کا ایک مرصع اور زرین سلسلہ ہے ۔ تاریخ علم اخلاق کی ایک شاخ کہی جا سکتی ہے لیکن سوانحعمری زندہ علم اخلاق ہے بلکہ اخلاق سے بھی زیادہ منتج اور سودمند علم اخلاق سے نیکی اور بدی کی کیفیت اور ماہئیت معلوم ہوتی ہے ۔ اور اصولی طریق سے ان مراتب کی نسبت بحث کیجاتی ہے ۔ لیکن سوانحعمری نیکی اور بدی کے موقع پر یا مسلمہ نتایج پیش کرکے ایک زندہ نمونہ دکھاتی ہے اخلاق میں یہ کہا جاتا ہے کہ ایسا کرو گے تو ایسا ہوگا یا ہونا چاہیئے لیکن سوانحعمری یہ دکھاتی ہے کہ ایسا کرنیسے ایسا ہوا اگر یقین نہ ہو تو خود کرکے دیکھ لو اخلاق میں اثر کی طاقت بالدلایل ہے اور سوانحعمری میں بالتجربہ النظائر "

غرض سوانحعمری کو ہر طرح سے تاریخ پر تقدم اور فضیلت حاصل ہے اور اسے انسانی اصلاح اور اخلاقی تربیت میں بہت بڑا دخل ہے اسلئے میں یقین کرتا ہوں کہ جس نیت کو مدنظر رکھکر حضرت امیر المومنین نیر نا نور الدین مدظلہ العالی کے واقعات زندگی بینے لکھنے کا ارادہ کیا ہے وہ بہت حد تک پوری ہوگی (انشاءاللہ تعالےٰ) اس کام کے سرانجام دینے کیلئے جو مشکلات میرے سامنے ہیں میں ان سے بھی ناواقف نہیں ہوں کیونکہ اگر میں حضرت خلیفۃ المسیح کے صرف ان واقعات زندگی کو لکھدیتا ہوں جو میری نظر میں اعلیٰ درجہ کے ہیں اور جو معمولی واقعات ہیں انہیں چھوڑتا ہوں تو شاید کوئی نقاد طبیعت اسے پسند نہ کرے اسلئے میں معمولی واقعات کو بھی اس ضمن میں درج کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ ایک مسلم امر ہے کہ اگر بڑے بڑے واقعات ہی درج ہوں اور چھوٹے چھوٹے واقعات جو عام نظروں میں بالکل معمولی ہوتے ہیں چھوڑ دیئے جائیں تو وہ بڑے واقعات بھی ویسے دلچسپ اور شاندار نہیں رہتے ہاں یہ ضروری ہو کہ ان چھوٹی واقعات میں بھی کوئی خاص اہمیت ہونی ضروری ہے اس لائف کے لکھنے میں غالباً ان انسانی کمزوریوں کا ذکر کرنیکی ضرورت نہیں سمجھونگا جو ایک آدمزاد میں کسی پہلو یا مرحلہ زندگی پر پائی جانی ممکن ہیں کیونکہ صرف یہ جلد باز اور کم اندیش طبیعت کا کام ہے جنکا مطمح نظر صرف کمزوری ہی ہوتی ہے حالانکہ ہر کمزوری کی اگر حسن ظن کے پہلو سے دیکھا جاوے تو بہتریں تاویل ہو سکتی ہے علاوہ بریں کسی عظیم الشان انسان کی کوئی معمولی غلطی اسکی عظیم نیکیوں کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتی ۔ ابھی کہا جاتا ہے **ابرار کی غلطیاں بھی عوام کے حسنات سے زیادہ وزن رکھتی ہیں** اور قرآن مجید کے اس ارشاد کی حقیقت کے پیچھے یہ امر بھی ہے کہ حسنات بدیوں کو دور کر دیتی ہیں ایک شہیر اور زبردست مورخ ابن خلدون نے اس مرحلہ پر لکھا ہے " کہ لوگ بدیوں کے انتخاب میں بے جلد باز ہیں کہ خوبیوں اور نیکیوں کو باوجود جانتے کے بھول جاتے ہیں اور نیکی کا وزن برائی کے وزن سے کم خیال کرتے ہیں حالانکہ نیکی کرنا بمقابلہ برائی کرنیکے زیادہ تر مشکل ہو جو عمل مشکل رکھتا ہے قاعدہ کے رو سے اسکا وزن اور قیمت زیادہ ہونی چاہیئے " یہی ایک خطرناک ٹھوکر ہے جو صداقت اور حق کو قبول کرنیسے بعض اوقات روک دیتی ہے ۔ اسلئے اس راہ سے بچنا چاہیئے اور اپنے نظر روشنی کے اس منار کو رکھنا چاہیئے جو الہی اور پہلے بیان کیا ہے ۔ اسلام نے علم الحیات پر جو احسان کئے ہیں انکی داستان بہت طویل اور تفصیل طلب ہے اور اسکی بنا قرآن مجید نے خود رکھی ہے اور وقتاً فوقتاً جو ترقیاں اس علم میں ہوئی ہیں انکی تاریخ نہایت دلچسپ ہے ۔ اسماء الرجال اس کا ایک شعبہ ہے اسکے ذریعہ جو اخلاقی اثر مسلمانوں پر پڑا وہ نہایت قابل قدر ہو جھوٹی روایتوں اور دروغگوئی کا سدباب ہوا لیکن امتداد زمانہ کے بعد جب علوم اسلامیہ کیطرف توجہ نہ رہی اور علمی طاقتیں کمزور ہو گئیں تو پھر حالت کچھ اور ہی ہو گئی ۔ بہرحال علم الحیات نے اسلام میں پرورش پائی جو راہیں اس علم کی تکمیل کی مسلمانوں نے پیدا کیں ہر چند یورپ نے بہت ترقی اس فن میں کی ہے مگر ابھی تک وہ شان پیدا نہیں ہوئی میں تو بعض وقت حیران ہو جاتا ہوں کہ باوجود یکہ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں کاغذ کی کمی پریس کا نہ ہونا سخت مشکلات کا موجب تھا مگر پھر بھی صحابہ کرام کی سوانحعمریاں اسوقت تک ہمارے ہاتھ میں ہیں اور کسی ایک کتاب کو اٹھاکر آپ دیکھیں تو عقل حیران ہو جاتی ہے کہ کس طرح پر واقعات اور حالات کو محفوظ کرنیکی کوشش کیگئی ہے ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی کو محفوظ رکھنا تو کچھ اور شان اور اسباب رکھتا ہی کیونکہ وہ ایک محبوب اور مطاع وجود تھا اسلئے آپکی ہر حرکت و ادا اور کہی جا سکتی تھی مگر جب صحابہؓ کی تاریخ کی کتابیں دیکھی جاتی ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ ایک ایک نام کے بیسیوں صحابی آتے ہیں اور سب کے جدا گانہ واقعات ملتے ہیں ۔ ان کی اس قسم کی مساعی کو دیکھکر بے اختیار ان کے لئے رحمت کی دعا نکلتی ہے ایسی حالت میں اسوقت جبکہ پریس کی برکات نے ہم کو بہرہ ور کر دیا ہے اگر ہم نے بزرگوں کے حالات زندگی جمع اور محفوظ نہ کر سکیں تو سخت افسوس کا موجب ہوگا ۔ اسی بنا پر میں اس کوچہ میں قدم رکھتا ہوں کیا عجب میری یہ سعی دوسروں کیلئے عظیم تحریک کا موجب ہو سکے میں اب زیادہ وقت تمہید در مقدمہ میں نہ لونگا انشاءاللہ العزیز کوشش کرونگا کہ **حیات نور** کے زندہ جاوید ہیرو کے حالات ناظرین کے سامنے رکھدوں ایک زندہ شخص کے حالات زندگی کا لکھنا خاص محنت کو چاہتا ہے لائف لکھنے کیوقت سوانح نگار اپنے پیش نظر چند مقدمات کو لیتا ہے اور اسی اصل پر اور فہم پر وہ اسے ترتیب دیتا ہے ۔ جس شخص کی سوانح لکھنے کا وہ ارادہ کرتا ہے اس کو جس رنگ میں وہ دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہے اس نتایج کو ملحوظ رکھکر واقعات کو اسی اسلوب پر ترتیب دے لیتا ہے مگر میں اس لائف کے لکھنے میں واقعات کی خاص ترتیب کو مدنظر رکھنا نہیں چاہتا بلکہ میں کہ عام طور پر لکھنے کا ارادہ کرتا ہوں ہاں چونکہ علم الحیات میں ضروری ہے کہ ان کوایف اور واقعات کو مدنظر رکھا جاوے جو اس شخص کو بوجوہات دوسروں سے ممتاز بناتے ہیں ۔ اسلئے اس قسم کے واقعات کو خصوصیت سے درج کرنا میرا کام ہوگا ۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی انسان کیلئے بہت سے سبق ہر حصہ زندگی کیلئے دیتی ہے اسلئے میں اس کو کسی قدر بسط سے لکھنا چاہتا ہوں یہی کہیں اوپر بھی ذکر کر دیا ہے کہ بعض اوقات معمولی سے واقعات جو دوسروں کی نظر میں نہایت حقیر اور کم وقعت ہوتے ہیں بڑے بڑے نتایج اور اثرات کو پیدا کر سکتے ہیں کسی ایسے واقعات کو چھوڑنیکی کوشش نہیں کرونگا بلکہ ایک معمولی سے معمولی واقعہ بھی جو مجھے مل سکیگا انشاءاللہ العزیز وہ اس میں درج کر دیا جائیگا و باللہ التوفیق ۔ اس مقدمہ کو ختم کرنیسے پہلے میں اتنا اور کہدینا چاہتا ہوں کہ حیات نور ایک طرح سے یہ حق رکھے گی کہ اس کو

تزک نور

کہا جا سکے کیونکہ گو اسے حضرت امیر المومنین نے اپنے ہاتھ سے نہیں لکھا لیکن جسقدر واقعات اور حالات اس میں درج ہوں گے وہ زیادہ تر وہی ہونگے جو خود حضرت امیر المومنین کی زبان سے سنکر لکھے گئے ہیں ۔ اور بعض وہ حالات ہیں جو آپ کی تصانیف اور تالیفات اور تقریروں اور خطبوں سے اخذ کئے گئے ہیں بہرحال یہ لائف **حیات نور** اپنی طرز کی پہلی کتاب ہے خدا کرے کہ جس غرض اور مقصد کو مدنظر رکھکر میں اسے شایع کرتا ہوں وہ پورا ہو آمین ۔ حیات نور کے تین حصے ہوں گے اول سیدنا نور الدین کی زندگی کے عام حالات اور واقعات دوم مذہبی مشاغل سوم عہد خلافت ان ہر سہ حصوں کی تصریح اور توضیح اسوقت کچھ نہیں کیجاتی ناظرین اپنے اپنے مقام پر پڑھیں گے تو انشاءاللہ محفوظ ہوں گے بالآخر اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اس نیک اور مبارک کام کو سرانجام دینے کی مجھے توفیق دے اور اپنے فضل سے میرے دل و دماغ میں وہ قوت پیدا کرے کہ میں اس ہیرو کو پوری صفائی کیساتھ کھینچ سکوں اور قوم اور ملک کیلئے مفید ہو ۔ آمین ۔

دفتر الحکم قادیان دارالامان ۱۴ مارچ ۱۹۱۳ء مکرر ۱۸ مارچ ۱۹۱۳ء } احقر العباد یعقوب علی تراب احمدی عفی اللہ عنہ ایڈیٹر الحکم قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اعلان!

برادران السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح امیر المومنین نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقضاء الٰہی ۱۳ - مارچ ۱۹۱۴ء کو بعد از نماز جمعہ اس جہان فانی سے دار جاودانی کو رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون ط اللھم الحقہ بالرفیق الاعلیٰ۔ آپ کے بعد ۱۴ - مارچ ۱۹۱۴ء کو بعد از نماز عصر مسجد نور میں حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ و ایدہ خلیفہ قرار پائے اور اسی وقت قریبا دو ہزار آدمیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور حضور ممدوح نے ایک مختصر تقریر اور دعا کے بعد ہائی سکول کے شمالی جانب میدان میں نماز جنازہ پڑھائی اور قبل از نماز مغرب حضرت مسیح موعود کے مزار مبارک کے دائیں جانب حضرت مغفور قرار گزین ہوئے اللھم اکرم نزلہ ووسع مدخلہ جو احباب اس موقعہ پر حاضر نہ ہو سکے ہوں وہ بہت جلد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی امیر المومنین حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد سلمہ اللہ و ایدہ کے ہاتھ پر بیعت سے مشرف ہوں الفاظ بیعت اور حضور ممدوح کی تقریر اول بذریعہ اخبارات شائع کر دی جاویں گے والسلام

اعلان کنندگان

مولوی سید محمد احسن فاضل امروہی - نواب محمد علیخان - صاحبزادہ مرزا بشیر احمد - صاحبزادہ مرزا شریف احمد - (صاحبزادہ) میاں عبد الحی (ڈاکٹر) خلیفہ رشید الدین اسسٹنٹ سرجن مولوی شیر علی بی - اے - میر ناصر نواب - سید محمد اسحاق - مولوی فاضل - مولوی سید سرور شاہ فاضل حافظ روشن علی فاضل - محمد اسمٰعیل - (مولوی فاضل و منشی فاضل) مولوی غلام رسول فاضل راجیکے - قاضی سید امیر حسین فاضل قادیان - حافظ غلام محمد بی - اے - قادیان مولوی فضل الدین (منشی فاضل مختار عدالت) بٹالہ - شیخ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان - قاضی محمد ظہور الدین (اکمل) تشحیذ الاذہان - شیخ محمد یوسف ایڈیٹر نور قادیان فرزند علی سکرٹری انجمن احمدیہ فیروزپور - حکیم محمد حسین قریشی فنانشل سکرٹری لاہور - ڈاکٹر کرم الٰہی سکرٹری امرتسر - ڈاکٹر حشمت اللہ سکرٹری پٹیالہ - ڈاکٹر عباد اللہ امرتسر - میاں چراغ دین رئیس لاہور - میاں محمد شریف بی - اے - ایل ایل بی وکیل لاہور - مرزا عزیز احمد ایم - اے قادیان میاں معراج دین عمر مالک ضیا بدر قادیان - منشی تاج الدین اکونٹنٹ لاہور ماسٹر محمد الدین بی - اے سکنڈ ماسٹر ہائی سکول قادیان شیخ محمد امین تاجر چرم لاہور - شیخ غلام نبی سکرٹری انجمن احمدیہ کلکتہ - شیخ رحمت اللہ سکرٹری بنگہ - ضلع جالندھر - چوہدری حاکم علی نمبردار چک پنیار ضلع شاہپور - بابو جمال الدین ٹریفک سپرنٹنڈنٹ لاہور - پیر منظور محمد لدھیانوی مہاجر قادیان (مولوی) شیخ عبد الرحیم قادیان - منشی ظفر احمد سکرٹری کپورتھلہ - بابو فقیر اللہ بی - اے پریسیڈنٹ جماعت احمدیہ منظفر نگر - محمد وزیر خان سب اوورسیر مہاجر قادیان - شیخ عبد الرحمان قادیانی - مختار احمد مختار ساکن شاہجہانپور (معرفت مولوی محمد قاسم صاحب) شیخ جلال الدین سکرٹری انجمن احمدیہ ہرم کوٹ - شیخ رحیم بخش نو مسلم مبلغ اسلام و سکرٹری انجمن نور قادیان - مستری اللہ بخش مالک اللہ بخش پریس قادیان - چوہدری عبد اللہ خان نمبردار چک ۱۲۷ - برانچ پریسیڈنٹ سانگلہ مولوی جمال الدین سکرٹری سیکھواں - منشی عبد العزیز پریسیڈنٹ سیکھواں - حاجی چوہدری غلام احمد پریسیڈنٹ انجمن احمدیہ کریام ضلع جالندھر - میرزا محمود بیگ پریسیڈنٹ گوجرہ - محمد رشید خان سکرٹری گوجرہ - نصیر الدین سکرٹری سکندر پور جالندھر - شیخ نور احمد و کرم الٰہی سکرٹریان کہارہ گورداسپور - رحیم بخش سکرٹری تلونڈی جھنگلاں - سلطان علی سکرٹری بھیرہ چیچی - غلام قادر خان سکرٹری لنگر مونہ - ضلع جالندھر (مولوی) انوار حسین پریسیڈنٹ شاہ آباد - سید حبیب اللہ شاہ سٹوڈنٹ - اسسٹنٹ سرجن کلاس لاہور - غلام رسول سکرٹری اوجلہ ضلع گورداسپور - مولوی محمد ابراہیم سکرٹری انجمن احمدیہ چک ۹ سرگودھا (مولوی مرزا) خدا بخش مصنف عسل مصفٰی - فضل احمد کاتب قادیان محمد جی مولوی فاضل قادیان - مولوی امام الدین سکرٹری گولیکے - غلام نبی مولوی عالم قادیان - منشی احمد الدین اپیل نویس لدھیانہ مولوی عبد القادر لدھیانوی - سید احمد نور مہاجر قادیان - ملک مبارک علی لاہور - چوہدری محمد عبد اللہ خان لاہور - محمد صدیق

شہادت حضرت خلیفۃ المسیح

ایک نکتہ قابل یاد سنائے دیتا ہوں - کہ جس کے اظہار سے میں باوجود کوشش کے رک نہیں سکا - وہ یہ کہ میں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ان کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا - ان کے ساتھ مجھے بہت محبت تھی ۷۸ - برس تک انہوں نے خلافت کی ۲۲ برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے۔ یہ بات یاد رکھو کہ میں نے کسی خاص مصلحت اور خالص بھلائی کے لئے کہی ہے (دیکھو بدر ۷ جنوری ۱۹۱۴ء صفحہ ۵) ۱۵ - مارچ - ام المومنین اہل بیت حضرت خلیفۃ المسیح کے علاوہ ۳۰۰ - عورتیں بیعت کر چکی ہیں - اور ابھی تک رجال و نساء کا سلسلہ بیعت جاری ہے

احمدی جماعت کی توجہ کے قابل

اختلاف رائے تو کوئی بری چیز نہیں ہے بلکہ جہان کی رونق ایک اختلاف سے ہے اور یہ اختلاف خدا تعالیٰ کی ہستی کی ایک دلیل ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان کیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی **اختلاف امتی رحمۃ** فرمایا تھا۔ اس لئے کہ اختلاف جو صدق نیت اور نصح للدین کیلئے ہو وہ بہت سے برکات کا موجب ہو جاتا ہے یہانتک اگر اس اختلاف میں انسان غلطی پر بھی ہو تو اسے ثواب سے محروم نہیں ہوتا لیکن جہاں اختلاف رائے مخالفت کا رنگ اختیار کرلے اسے ہم کبھی **اخلاص** اور **للہیت** پر مبنی نہیں کہہ سکتے ؛

حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات کے بعد امر خلافت پر کسی شخص کا انکار کرنا یا اختلاف کرنا تو ایسی چیز نہیں جو ہمیں تعجب میں ڈالے اسلئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیقی **خلافت** پر جھگڑا کرنے والے ابتک موجود ہیں باوجودیکہ وہ پاک وجود اپنی پوری کامیابی سے اس کا اہل اور حقدار ثابت ہو چکا۔ لیکن اعتراض کرنیوالے ابتک بھی اعتراض کرتے چلے جاتے ہیں اور اس خلافت کو نعوذ باللہ باطل قرار دیتے اور **صدیق اکبر** جیسے بے ریا اور مخلص انسان کو غاصب کہتے ہیں۔ **حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کرنے والے نہ صرف انکار** کرنے والے بلکہ کفر کا فتویٰ دینے والے ابتک موجود ہیں۔ پھر اگر کوئی حضرت خلیفۃ المسیح کے بعد احمدی جماعت ہی میں سے **حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی خلافت حقہ کا انکار** کرے۔ تو ہمارے لئے کوئی اچنبے کی بات نہیں بلکہ اس **خلافت ثانی** میں ایسے امور کا پیش آنا ضروری تھا اس لئے کہ حضرت **خلیفۃ المسیح سیدنا نور الدین** رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عہد خلافت میں بار بار اعلان کرتے رہے کہ **خلیفہ خدا بناتا ہے** اور خلفاء کی مخالفت بھی ہوتی ہے لیکن آخر اللہ تعالیٰ انہیں متمکن کر دیا کرتا ہے انکی خلافت کی موقعہ پر کوئی اعتراض نہیں ہوا۔ گو بعد میں ہمارے دوستوں کو مختلف موقعوں پر ابتلا آیا اسلئے یہ امر کوتاہ بین شخص کی آنکھ میں شکوک پیدا کر سکتا تھا۔ پس جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی **قدرت ثانی** سے **اہل خلافت** کو اٹھایا اور اپنی چمکار دکھائی۔ لیکن کسقدر افسوس اور تعجب کا مقام ہے کہ وہ لوگ جو اپنی خدمات اور قربانیوں کا آپ اعلان کرتے ہیں۔ اس **حق** کے مخالف ثابت ہوئے۔ اور انکی مخالفت نے دکھا دیا کہ **خدا ہی خلیفہ بنایا کرتا ہے۔**

اگر انہیں اس **خلافت حقہ** کے قبول کرنے میں کوئی عذر تھا تو وہ خاموشی سے اپنے دروازے بند کر بیٹھتے اور خدا تعالیٰ سے کشود کار چاہتے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ وہ کھلم کھلا مخالفت اور غلط بیانیوں پر اتر آئے ہیں۔ چنانچہ جن لوگوں نے لاہوری پیغام مورخہ ۱۷ مارچ کو پڑھا ہے وہ میری اس بات کا صحیح اندازہ کر سکتے ہیں۔

میرے دوستو! ایڈیٹر الحکم نے ہمیشہ اپنی آواز کو حق کی تائید کیلئے اٹھایا ہے۔ اور اس کو کسی **خوف** اور لالچ نے حقگوئی سے روک کر ضمیر فروشی پر آمادہ نہیں کیا۔ میں ان دوستوں کے متعلق ہمیشہ یہ خیال کرتا تھا کہ **اختلاف** میں انکی طبیعتیں صاف نہیں ہیں ورنہ انہیں وہ ابتلا پیش نہ آتے جو مختلف وقتوں میں آئے اور میں اس امر کا زبردست ثبوت اپنے ہاتھ میں رکھتا ہوں۔

اظہار الحق کے نام سے جو ٹریکٹ شایع ہوئے تھے اور جنہوں نے قوم میں تفرقہ پیدا کرنا چاہا تھا۔ کوئی شخص بتائے کہ ان میں اور مولوی محمد علی صاحب کے ٹریکٹ میں کیا فرق ہے ؟ الفاظ کی ترتیب اور فقرات اور کلام کے اسلوب میں فرق ہو مگر مقصد اور مدعا میں فرق نہیں ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی **صاحب بصیرت** اور صاحب دل انسان مولوی صاحب کے اس فعل کو پسند کرے ؟ کہ جس امر کو وہ حق اور حکمت سمجھتے تھے اسے انہوں نے **حضرت خلیفۃ المسیح** کے عہد اور صحت کے ایام میں کیوں شایع نہیں کیا۔ یہ **ایک سوال ہے جسپر ہماری جماعت کو غور کرنا** چاہیئے۔ اور کیوں وہ اس امر کے منتظر رہے کہ حضرت **خلیفۃ المسیح** کی وفات ہو تو اُسے شایع کرکے جھگڑا برپا کیا جاوے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اختلاف رائے کوئی بری چیز نہ تھی۔ مگر اسکا کیا جواب ہے کہ یہ لوگ اب اختلاف کیساتھ غلط بیانیوں سے پرہیز نہیں کرتے۔ ہمارے لئے کسقدر مشکل امر ہے اگر انکی تحریروں اور تقریروں پر پورا نوٹس لیں تو یہ ایک ایسا سلسلہ ہوگا جو بجز دل کیلئے ہنسی کا موجب ہوگا۔ اور اگر خاموش رہیں تو بعض کمزور طبیعتوں کو ممکن ہے دھوکا لگے اور وہ ٹھوکر کھائیں۔ اسلئے میں مجبور ہوں کہ اگر ان تحریروں نے کوئی برا اثر پیدا کیا تو اسکے لئے ذمہ دار اور جوابدہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے وہ چند دوست ہوں گے جو اس وقت ان کیساتھ ہیں۔ میں قوم کو غلط فہمی سے بچانے کیلئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ **مولوی محمد علی صاحب کے اس مخفی رسالہ** کا جو حضرت کی زندگی میں چھپوا کر رکھا گیا تھا اور موقعہ کی تلاش مقصود تھا یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ **اول** خلیفہ کی ضرورت نہیں (دوم) خلیفہ ہو تو مشروط ہو پہلے وہ انجمن کے شرائط مان لے پھر وہ خلیفہ ہو (سوم) احمدیوں کو اسکی بیعت کی ضرورت نہیں (چہارم) خلیفہ ہو تو **میاں محمود نہ ہو**۔ اصل مقصد اسقدر ہے۔ باقی غیر احمدیوں کے متعلق مسئلہ کفار کو آڑ بنایا گیا ہے ورنہ وہ ثابت کریں کہ حضرت **خلیفۃ المسیح** کے چھ سالہ عہد خلافت میں کتنی مرتبہ اس مسئلہ پر قوم کو آگاہ کیا۔ اور وہ مختلف اوقات میں مضامین لکھنے کیلئے نکلے۔ **مسجد کانپور** کے متعلق ان کے مضامین کا سلسلہ پیغام لاہور میں نکلا اور مسئلہ کفار بھی کسی نہ کسی رنگ میں چھڑا رہتا تھا کیوں انہوں نے قلم نہیں اٹھایا ؟ اور اپنے معتقدات صحیحہ کو کیوں انہوں نے پیش نہیں کیا ؟ یہ امور ہیں جو قوم کو بتا دینگے کہ اب اس مسئلہ کو خلافت کے مسئلہ سے وابستہ کرنا کیا مقصد رکھتا ہے ؟ کیا حضرت صاحبزادہ صاحب اپنی بیعت میں یہ اقرار لیتے ہیں کہ میں غیر احمدیوں کو کافر کہونگا۔ اگر نہیں تو اس بحث سے مطلب سعدی دیگر است کے سوا اور کوئی غرض نہیں۔ دیکھو اس دھوکہ اور رعب میں مت آؤ کہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ہیں۔ ہم انکی عزت اور تکریم اس حد تک کرتے کو طیار ہیں جہانتک وہ سلسلہ کی ہدایتوں کے حامل اور موید ہیں۔ لیکن اگر وہ کوئی غلط امر سلسلہ کے خلاف کوئی بات پیش کریں تو ہمارے نزدیک اسکا رد کر دینا کچھ بھی مشکل نہیں۔ کیا اس سے پہلے بڑے بڑے جید علماء کے علوم اور استدلالات کو رد نہیں کرچکے۔ جو حضرت مسیح موعود کے خلاف وہ ابتک پیش کرتے چلے آئے ہیں ؟ اور کیا وہ ہمارے دینی بھائی نہ تھے ؟ پھر اگر اب کوئی بھائی غلطی کرے اور اس میں دوسروں کو مبتلا کرنا چاہے تو اس کی **تحریروں کو بے وقعت قرار دینا کونسا مشکل ہے ؟**

میں تمہیں ایک بات سناتا ہوں اور اس لئے سناتا ہوں کہ تا تمہیں سچائی کے پانے کیلئے مدد ملے اس پر غور کرو۔ **عبد الحکیم خان** کا کیا قصور تھا ؟ جو اس کو جماعت سے الگ کیا گیا۔ اس سوال کا حل اس مسئلہ کفار کے سمجھنے کی کلید ہے۔ آئندہ میں موازنہ کرکے بتا دونگا انشاء اللہ تعالیٰ کہ عبد الحکیم کیا چاہتا تھا۔ اور ہمارے دوست جو **خلافت** سے اختلاف کرتے ہیں کیا چاہتے ہیں اس موازنہ سے جماعت کو فیصلہ کرنے کا خوب موقعہ ملجاویگا و باللہ التوفیق۔

ذریتہ طیبہ پر فاضل امروہی کا خطبہ

۵ جنوری ۱۹۱۱ء کے خطبہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہت سی **پیشگوئیوں** کے پورا ہونے کا ذکر کرکے فرمایا پس جبکہ صدہا یہ الہام زور و شور سے پورے ہوئے تو جو الہام **ذریت طیبہ** کیلئے ہیں کیا پورے نہونگے ؟ **کلا** و حاشا ضرور پورے ہوں گے۔

ایہا الاحباب ان الہامات پر بھی کامل ایمان ہونا چاہیئے **ایسا** نہ ہو کہ **نومن ببعض و نکفر ببعض** کی وعید میں کوئی آجاوے۔ نعوذ باللہ خصوصاً ایسی حالت میں کہ اثار ان الہامات کے پورے ہونے شروع ہو گئے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم سے ہماری کل جماعت کے وہ امام ہیں اور انہوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں ایسی غیر معمولی ترقی کی ہے جیسے کہ الہام میں تھی اور میں نے توارد خاص کے طور پر یہ سب آثار **مشاہدہ** کئے ہیں اس لئے میں مان چکا ہوں کہ یہی **وہ فرزند ارجمند ہیں** جنکا نام محمود احمد سبز اشتہار میں ہے۔

الحمد للہ الذی ہدانا لہذا۔ (بدر ۲۶ جنوری ۱۹۱۱ء)

حضرت فاضل امروہی کے خطبہ کے الفاظ میں موسنانہ فراست پر مبنی پیشگوئی ہے مبارک وہ جو اس سے فایدہ اٹھاویں۔

لاہوری دوستوں کو نصیحت

جنوری ۱۹۱۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت بہت ناساز تھی اور پٹیالوی ڈاکٹر آپ کی موت کی پیشگوئی کر چکا تھا۔ ۲۲ جنوری کو ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب بھی آئے ہوئے تھے۔ اسی تاریخ پر حضرت نے جو نصیحت ڈاکٹر محبوب بیگ صاحب کے اس سوال پر کی کہ آپ کو کوئی خواہش ہے وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اور وہ احباب جو اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح کے بعد آپ کی شان بلند کو ظاہر کرتے ہیں مگر خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کے خلاف اُٹھے ہیں۔ ان الفاظ کو پڑھیں جو اُن کے اور ہمارے پیارے امام نے انہیں خطاب کرکے کہے تھے ان کے استفسار پر کہے تھے۔ ان میں ایک پیشگوئی تھی وہ ڈر جاویں اور تقویٰ اختیار کریں فرمایا مجھے شوق یہ ہے کہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغامِ حق

ایہا الاحباب آج بتاریخ ۱۸ مارچ کو پیغام صلح نمبر ۱۰۲ کا ایک مضمون از جانب ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن پڑھوا کر سُنا اسمیں بعض امور کی نسبت غلط بیانیاں پائی گئیں اس لیئے میں اصل واقعات کا اظہار شہادت حقہ کے رنگ میں ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اوّل جب میں بٹالہ سے بتاریخ ۱۴- مارچ ۱۹۱۴ء قادیان شریف کی طرف چلا تو مجھ کو ایک رسالہ بعنوان ایک نہایت ضروری اعلان ملا میرے رفیق عبد الصمد نے اس کو پڑھ کر سُنایا اسمیں مضمون ایسے پائے گئے کہ مجھ کو بہت تعجب ہوا بلکہ میرے خیال میں یہ گذرا کہ یہ مضمون تو مولانا محمد علی صاحب کے نہیں ہیں اس لیئے کہ وہ تو فاضل ایم اے ہیں۔ اوّل مضمون کا خلاصہ تو یہ تھا کہ جس سے مفہوم ہوتا تھا کہ خلافت کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر خلیفۃ المسیح کی وصیت کے لحاظ سے خلیفہ بنایا بھی جائے تو وہ مطاع کل جماعت کے لیئے نہ ہو بلکہ ایک سردار کی صورت میں اور کل احمدیہ جماعت کو جو حضرت صاحب کی بیعت کر چکی ہے خلیفہ کی بیعت کی ضرورت نہیں۔ ہاں نئے غیر احمدی جو احمدی ہونا چاہیں ان سے بیعت لے وغیرہ وغیرہ جن پر مفصل بحث بشرط ضرورت انشاء اللہ تعالےٰ آیندہ کی جائے گی اس وقت صرف ادائے شہادت کے لیئے وہ واقعات جو میرے سامنے گذرے ہیں بیان کرنا مقصود ہیں اس لیئے زیادہ طول دینا پسند نہیں جب میں قادیان کے قریب پہنچا تو کسی شخص نے مجھ کو مندرجہ ذیل کاغذ دکھلایا +

نقل کاغذ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللّٰھم صل علی محمدٍ وبارک وسلم

ہم سب اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر اقرار کرتے ہیں کہ ہم سب کے نزدیک حضرت خلیفۃ المسیح کا جانشین ایک شخص ہونا ضروری ہے اور اُسکی بیعت کرنی ہر ایک احمدی پر واجب ہے اور ہمارے نزدیک اس خلیفہ سے کسی قسم کی شرائط طے کرنا جو حضرت خلیفۃ المسیح اول کی خلافت کے وقت طے نہیں کی گئیں بالکل جائز نہیں۔ بلکہ اُس کی بیعت اُسی طرح ہوگی جس طرح صحابہ نے کی یا جس طرح خلیفۃ المسیح خلیفہ اول کی بیعت کی گئی۔ جو کوئی بھی خلیفہ مقرر ہو وہ کل جماعت اور صدر انجمن کا مطاع ہوگا اور سب جماعت کو اس کے احکام کی اطاعت کرنی ضروری ہوگی۔ والسلام +

اس کے بعد میں قادیان حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی کوٹھی پر پہونچا جہاں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کی نعش مبارک رکھی ہوئی تھی اور نعش مبارک کے قریب جا کر پیشانی مبارک پر بوسہ دیا۔ اور پھر دوسرے کمرہ میں حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا جہاں پر حضرت نواب صاحب و حضرت میر ناصر نواب صاحب و صاحبزادہ میاں عبد الحی صاحب خلف الرشید حضرت خلیفۃ المسیح اول و ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب وغیرہ چند احباب موجود تھے میں آکر میاں صاحب کی خدمت میں بیٹھا ہی تھا کہ مولانا محمد علی صاحب و ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب و ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب و مولوی صدر الدین صاحب و شیخ رحمت اللہ صاحب تشریف لے آئے۔ چونکہ مندرجہ بالا "ایک نہایت ضروری اعلان" ٹریکٹ میں جیسا کہ درج ہے۔ گو نہ انکار خلافت کیا گیا ہے اور خلافت کے مسئلہ پر براہین شرعیہ سے میرا ایمان ہے اس لیئے میں نے احباب موجودہ کے روبرو ایک تقریر بہ برہان بیان کی جو اثبات مسئلہ خلافت کی بابت تھی اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بعد خلیفہ اول کے خلیفہ ہونے کا مستحق اور اہل قرار دیا۔ اس تعیین پر حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے مجھے کسی شخص کی تعیین خلافت سے روکا۔ اور فرمایا اس وقت صرف یہ بحث ہے کہ خلیفہ ہونا چاہیئے یا نہیں اور کسی خاص شخص کے تعیین کی گفتگو نہیں ہونی چاہیئے۔ مگر میں نے ان کے روکنے کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور تعیین کے قوی دلائل کو بیان کیا۔ بعد ختم ہونے تقریر کے مولوی محمد علی صاحب نے فرمایا کہ میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ تو انھوں نے اس پر بحث کی کہ خلیفہ کی بیعت لازمی ہے یا نہیں۔ اور جو لوگ بیعت کر چکے ہیں اُن کو کیا ضرورت ہے کہ بار بار توبہ کی جائے اس لیئے میں نے براہین قویہ آیات قرآن مجید اور احادیث سے ثابت کیا کہ خلیفہ ہونا ضروری ہے۔ اور ہر ایک احمدی کو بیعت کرنے کی ضرورت ہے اور بیعت توبہ پر جو آپ اعتراض کرتے ہیں۔ تو یہ تو نبی کریم بھی دن بھر میں ستر مرتبہ کیا کرتے تھے۔ چونکہ یہ مسئلہ خلافت کا اہم مسئلہ ہے اور اس وقت متنازعہ فیہا بھی ہے۔ اس وجہ سے ہم کو بیعت کرنا ضروری ہے اس پر میاں صاحب نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح مولانا نور الدین صاحب مغفور نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ جس طرح پر علی فاطمہ عباس نے ابوبکر کی بیعت کی تھی اس سے بھی بڑھ کر مرزا صاحب کے خاندان نے میری فرمانبرداری کی ہے +

(ضیاء الاسلام پریس قادیان)

اور پھر مولوی محمد علی صاحب نے مسئلہ کفر و اسلام پر کہا کہ میں مصنف آدمی ہوں - اور مجھ کو لکھنا ضروری ہے کہ غیر احمدی مسلمان ہیں اور تا وقتیکہ اس مسئلہ کا فیصلہ نہ ہو ہم کو بیعت پر مجبور نہ کیا جاوے - اس پر حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے فرمایا کہ اس وقت درپیش تو یہ بات ہے کہ کیا خلیفہ بنایا جاوے یا نہ بنایا جاوے اور اس کا فیصلہ کرنا ہے - اگر ہم سب اس بات پر متفق ہوں تو پھر مجمع عام میں فیصلہ کیا جاوے کہ خلیفہ کون ہو؟ اسی کے مؤید حضرت میاں صاحب تھے - مگر مولوی محمد علی صاحب نے اسپر زور دیا کہ پہلے اسی مسئلہ کفر کو فیصل کر لیا جاوے اس پر کہا گیا کہ اختلافی مسایل میں گفتگو مناسب نہیں ہے چونکہ بحث کا دامن دراز ہے ان کا فیصلہ جلد ہونا ممکن نہیں کیونکہ بعض مسایل تیرہ سو[۱۳۰۰] برس سے چل رہے ہیں - اسپر مولوی محمد علی صاحب نے اپنے پہلے قول پر زور دیا - تو حضرت نواب صاحب نے بھی اور خاکسار نے بھی عرض کیا کہ دیر ہو گئی ہے اور کافی بحث ہو چکی ہے - پس اب فیصلہ ضرور کرنا چاہیئے کہ خلیفہ ہو یا نہیں کیونکہ تعین خلافت قبل از دفن حضرت خلیفہ اوّل بموجب سنت کے ہونا چاہیئے - جس پر مولوی محمد علی صاحب ایم - اے کی طرف سے مکرّر سہ کرّر اپنی پہلی بات پر اصرار ہوا کہ کفر و اسلام کا فیصلہ کرو - اور حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے کہا کہ آپ نے ہم کو بلایا ہی کیوں تھا تو حضرت نے فرمایا کہ میں نے اس مسئلہ کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے نہیں بلایا تھا بلکہ آپ نے کہلا بھیجا تھا کہ ہم کچھ گفتگو کرنا چاہتے ہیں - جب اس طولانی بحث کو ختم ہوتے نہ دیکھا تو حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے اور خاکسار نے کہا کہ اگر آپ تقرر خلیفہ مانتے ہیں تو چلئے خلیفہ کا انتخاب مجمع عام میں چل کر کر لیں - اور اگر آپ چاہیں تو ہم کو خلیفہ منتخب کرنے دیں اور آپ مخل نہ ہوں کیونکہ ہمارے نزدیک خلیفہ ثانی قبل از دفن خلیفہ اول ہونا چاہیئے اسپر غالباً ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب نے یا مولوی صدر الدین صاحب نے فرمایا کہ خلیفہ بطور ایک سردار کے مشروط طور پر ہو - جسپر حضرت نواب محمد علی خانصاحب نے فرمایا کہ شرط تو جب کیجاوے کہ جب کوئی مدعی خلافت ملتجی ہو کہ مجھے خلیفہ بنایا جاوے - تو پھر اُس سے شرائط طے کر کے خلیفہ کیا جاوے مگر جب خلیفہ ہم نے منتخب کرنا ہے تو شرائط کیسی؟ اسپر مولوی صدر الدین صاحب نے فرمایا کہ طریقہ انتخاب خلیفہ کیا ہونا چاہیئے اس پر حضرت نواب صاحب نے کہا کہ جو طریق حضرت مولانا نور الدین خلیفہ اوّل کی خلافت کے وقت کیا گیا تھا کیونکہ ایک خلافت برحق تو قایم ہو چکی ہے اُسکے بعد ہم سب اُٹھ کھڑے ہوئے اور نماز عصر کے لئے مسجد نور میں گئے - اور بعد نماز عصر حضرت نواب صاحب محمد علیخان صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح حضرت مولانا نور الدین صاحب خلیفہ اوّل کی وصیت پڑھ کر سنائی - اور فرمایا کہ جماعت فیصلہ کرے کہ کون خلیفہ ہونا چاہیئے - چاروں طرف سے بہت سی آوازیں آئیں کہ میاں حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب) صاحب خلیفہ ہوں اس کے بعد خاکسار نے جلسہ خاص کے دلایل و براہین کا حوالہ دیکر میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو مستحق خلافت بیان کیا - میں ابھی تقریر کر ہی رہا تھا کہ سید عابد علیشاہ صاحب کھڑے ہو گئے اور انکے پاس عین بالمقابل مولوی محمد علی صاحب ایم - اے بھی کھڑے ہو گئے - مجھ کو معلوم نہیں کہ کس غرض کے لئے کھڑے ہوئے - میری تقریر ختم ہونے سے پہلے ہی لوگ بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے اور مجھے تقریر ختم کرنی پڑی - اور بیعت ہو گئی - یہ کل واقعات ہیں جو میں بطور شہادت پیش کرتا ہوں اور یہ بھی عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ خاکسار خود علیل اور اپنی عمر طبعی سے زیادہ ہو چکا ہے ایسے وقت میں عام طور پر بھی جھوٹ بولنا مناسب نہیں - چہ جائیکہ میرے جیسا شخص کہ جسپر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیشہ اعتماد کیا ہے - .. ..

.. اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مجھ کو الہام ہوا ہے کہ:- از برائش محمد احسن را - تارک روزگار مے بینم - اور یہ بھی فرمایا کہ حدیث میں جیسا کہ آیا ہے کہ دو فرشتوں کے کندھوں پر مسیح موعود علیہ السلام ہاتھ رکھے ہوئے نزول فرماویگے - وہ دو فرشتے میرے لئے حضرت مولانا نور الدین صاحب اور (خاکسار) محمد احسن ہیں - اور اسی خاکسار کی نسبت آپنے اعلان فرمایا کہ محمد احسن کی ہار جیت میری ہار جیت ہوگی - اور مختلف مواقع پر ضروری اور اہم مسایل شرعیہ کا فیصلہ حضور میرے سپرد کر دیتے تھے یہ بطور تحدیث بالنعمت عرض کرتا ہوں ولا فخر لی اور جماعت بھی اس سے آگاہ ہے - جب ایسی ذمہ واری میری ہے تو میں کیونکر جھوٹ بول سکتا ہوں - اب جس کو سچائی کی طلب ہو وہ فایدہ اُٹھائے اور پیغام صلح کی غلط بیانیوں سے بچ جاوے بعض لوگوں کا حسن ظن میرے خلیفہ بنانے کی طرف بھی تھا مگر میں نے خود اس امر مہم کا مستحق اور واجب اہل حضرت صاحبزادہ صاحب کو ہی سمجھا ہے اور خود بھی خدا کی رضا کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الوصیت اور حضرت خلیفۃ المسیح مغفور کی وصیت جانشین کے موافق بیعت کر لی ہے - الحمد للہ علےٰ ذالک *

پس میں تمام قوم کو خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے یہ پیغام پہنچا دیتا ہوں کہ اس جماعت کا امام اور خلیفہ برحق اب حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد ہے چاہیئے کہ اُسکے ہاتھ پر بیعت کریں - میں نے یہ حق آپ کو پہنچا دیا - اور اس فرض سے سبکدوش ہو گیا * وما علینا الا البلاغ - محررہ ۱۸ - مارچ ۱۹۱۴ء - سید محمد احسن عفی اللہ عنہ

ہم مندرجہ ذیل ممبران صدر انجمن احمدیہ تصدیق کرتے ہیں کہ واقعات مندرجہ بالا جو مولانا مولوی محمد احسن صاحب نے بیان فرمائے ہیں بالکل صحیح اور ہمارے سامنے واقع ہوئے ہیں *

محمد علیخان - ممبر صدر انجمن احمدیہ * میرزا بشیر احمد - ممبر صدر انجمن احمدیہ * ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین - ممبر صدر انجمن احمدیہ * مولوی شیر علی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز ممبر صدر انجمن احمدیہ